الله الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان
صاحب تفہیمات حجة الله مولانا شاہ ولی الله محدث دہلوی
الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

لمولانا ولی اللہ الدہلوی المتوفی سنۃ ست وسبعین بعد مائۃ والف وقیل اربع وسبعین وقیل خمس وسبعین واللہ اعلم ١٢ محمد عبد اللہ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث نبینا محمدا صلوۃ اللہ علیہ الی الناس لیکون ہادیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ثم الہم الصحابۃ والتابعین الفقہاء المجتہدین ان یحفظوا اسرار نبیہم طبقۃ بعد طبقۃ الی ان یوذن الدنیا بانقضاء لیتم نعمتہ وکان علی ما یشاء قدیرا واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فیقول الفقیر الی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم اتم اللہ تعالی علیہما نعمہ فی الاولی والاخری ان اللہ تعالی القی فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا اعرف بہ سبب کل اختلاف وقع فی الملۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات

ترجمہ سب تعریف واسطے اوس خدا کے ہے جسنے ہمارے سردار محمد کو (درود خدا کا اون پر) سب لوگونکی طرف بھیجا تا کہ خدا کی طرف اوسکے حکم سے لوگونکو ہدایت کرنیوالے اور چراغ روشن ہون پھر صحابہ اور تابعین فقہا مجتہدین کو الہام کیا کہ اپنے نبی کے اسرار کو طبقہ بعد طبقہ کے قیامت تک حفظ کیا کرین تا کہ خدا اپنی نعمتونکو پوری تمام کرے اور خدا اون چیزونپر جو چاہتا ہے قادر ہے اور مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین کوئی لائق بندگی کے مگر معبود برحق اللہ جو اکیلا ہے اور کوئی اوسکا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ ہمارے سردار محمد بندے اوسکے ہین اور ایسے رسول ہین کہ اونکے بعد پھر کوئی نبی نہین رحمت خدا کی اوپر اور اونکی آل اور اصحاب سب پر ہوجیو بعد اسکے پس کہتا ہے فقیر طرف رحمت خدا بخشش کرنیوالے کی ولی اللہ بیٹا عبد الرحیم کا تمام کرے اللہ تعالے اون دونونپر اپنی نعمتونکو دنیا اور آخرت مین کہ بیشک اللہ تعالے نے وقتونمین سے ایک وقت میرے دل مین ایسی میزان کو القا کیا کہ جس سے اون سب اختلافونکو کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات مین واقع ہین مینے پہچان لیا۔

واعرف به ما هو الحق عند الله وعند رسوله ويمكنني ان ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة ولا اشكال ثم سئلت عن سبب اختلاف الصحابة ومن بعدهم في الاحكام الفقهية خاصة فانتدبت لبيان بعض ما فتح علي ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت ويحيط به السائل فجاءت رسالة مفيدة في بابها وسميتها الانصاف في بيان سبب الاختلاف حسبي الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم باب اسباب الاختلاف الصحابة والتابعين في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث من هولاء الفقهاء حيث يبينون باقصى جهدهم الاركان والشروط والآداب كل شيء ممتازا عن الآخر بدليله ويفرضون الصور ويتكلمون على تلك الصور المفروضة ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنائعهم

ترجمہ اور اوس سے خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک جو حق ہے جان لیا اور خداوند تعالے نے مجھکو اسپر قادر کیا کہ مین اوسکو ایسے طور پر بیان کرون کہ جس سے اوسمین کچھ شبہہ اور اشکال نہ باقی رہے اوسکے بعد پوچھا گیا مین سبب اختلاف صحابہ اور تابعین وغیرہ سے احکام فقہیہ مین خاص کرکے پس اجابت کی مینے واسطے بیان بعض اون مضامین کے کہ کھلے تھے مجھپر اوسی ساعت بقدر اوسکے کہ گنجایش رکھی اوسکو وقت اور ضبط کرلے سائل اوسکو پس میرا وہ بیان اپنے باب مین بطور ایک رسالہ مفیدہ کے ہوگیا تو نام رکھا مینے اوسکا انصاف فی بیان سبب الاختلاف کافی ہے مجھکو اللہ تعالی اور وہ اچھا کارساز ہے اور نہین ہے مجھکو طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت بندگی کرنیکی مگر مدد خدای بزرگ برتر سے

باب اسباب اختلاف صحابہ اور تابعین کے فروع مین

جان لو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین فقہ مدون نتھی اور احکام مین انونو مثل آجکل کے ان فقہا و نکی بحث کی مانند بحث نتھی جیسا کہ یہ لوگ اپنی نہایت کوشش سے ارکان اور شروط اور آداب وغیرہ ہر شئی کو اونکی دلیلونکے ساتھہ دوسرے سے الگ اور ممتاز کرکے بیان کرتے ہین اور اونکے لیئے فرضی صورتین گڑھتے ہین اور انہین فرضی صورتون پر کلام کرتے ہین اور جو قابل حد ہے اوسکی حد کرتے ہین اور جو قابل حصر ہے اوسکو محصور کرتے ہین اور سوای اسکے بہت سے کارہاے نمایان

اما رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان يتوضأ فيرى الصحابة وضوءه فيأخذون
به من غير ان يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج فرمق الناس حجه ففعلوا كما فعل وهذا كان غالب حاله صلى الله عليه وسلم و
لم يبين ان فروض الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض انه ان يتوضأ انسان بغير موالاة
حتى يحكم عليه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه عن هذه الاشياء عن
ابن عباس قال ما رأيت قوما كانوا خيرا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سئلوه
الا عن ثلث عشرة مسئلة حتى قبض كلهن في القران منهن يسئلونك عن الشهر
الحرام قتال فيه ويسئلونك عن المحيض قال ما كانوا يسئلون الا عما ينفعهم قال ابن عمر
لا تسأل عما لم يكن فاني سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سأل عما لم يكن

ترجمہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس وضو کرتی تھی اور صحابہ آپکی وضو کو دیکھتے
پس اسی سے سیکھ لیتی تھی بدون اسکے کہ آپ بیان کریں کہ یہ رکن ہی اور یہ ادب ہی اور حضرت نماز
پڑھتے تھے اور صحابہ آپکی نماز کو دیکھتے تھے پس وہ بھی نماز پڑھنے لگتے تھے جیسا کہ اونکو نماز پڑھتے
دیکھتے تھے اور حضرت نے حج کیا تو لوگون نے آپکے حج کو دیکھا پس اون لوگون نے کیا جیسا کہ حضرت
نے کیا اور اکثر حال آنحضرت کا ایسا ہی تہا اور نہ بیان کیا آپنے کہ فرض وضو کے چھہ ہین یا چار ہین
اور نہیں فرض کیا آپنے کہ وضو کرے کوئی انسان بغیر موالات کے یہان تک کہ حکم کیا جائے اوسپر ساتھ
صحت یا فساد کے مگر وہ کہ چاہا اللہ نے اور صحابہ آنحضرت سے بہت ہی کم ان باتونکو پوچھا کرتے
تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ نہین دیکھا مینے کسی قوم کو بہتر اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھا اون لوگون نے اونسے مگر تیرہ مسئلے یہان تک کہ آپنے وفات
کیا وہ سب مسئلے قرآن مین ہین اون مین سے یَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ
قِتَالٍ فِيهِ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ہی اور کہا کہ نہین پوچھتے تھے وہ لوگ مگر اون
چیزون سے جو اونکو نفع دیتین اور کہا ابن عمر نے کہ مت پوچھو اون چیزون
سے جو نہوون کیونکہ مینے سنا ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہ لعنت کرتے
تھے اوس شخص کو جسنے پوچھا اوس چیز سے کہ جو نہ تھی۔

لعجب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ۱۲
ع یعنی کہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ۱۲
ش موالات یعنی پے در پے وضو کرنا ۱۲
ع یعنی بہت کم ۱۲

قال القاسم انكم تسألون عن اشياء ما كنا نسأل عنها وتنقرون عن اشياء ما كنا
ننقر عنها وتسألون عن اشياء ما ادري ما هي ولو علمناها ما حل لنا ان نكتمها عن
عمرو بن اسحٰق قال لمن ادركت من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر ممن سبقني منهم
فما رأيت قوما ايسر سيرة ولا اقل تشديدا منهم وعن عبادة بن نسيٍّ الكندي سئل عن امرأة
ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال ادركت اقواما ما كانوا يشددون تشديدكم ولا
يسألون مسائلكم اخرج هذه الآثار الدارمي وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه
الناس في الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه القضايا فيقضي فيها ويرى الناس يفعلون معروفا
فيمدحه او منكرا فينكر عليه وكل ما افتى به مستفتيا وقضى به في قضية او
انكره على فاعله اذا رأى منكرا كان في الاجتماعات ولذلك كان الشيخان
ابو بكر وعمر اذا لم يكن لهما علم في المسئلة يسألان الناس عن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ کہا قاسم نے کہ تم لوگ ایسی چیزونکو پوچھتے ہو جسکو ہم لوگ نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونمین
کاوش کرتے ہو جسمین ہم لوگ کاوش نکرتے تھے اور پوچھتے ہو ایسی چیزونکو جنکو ہم نہین جانتے
کہ وہ کیا ہین اور اگر ہم اونکو جانتے تو ہمارے لئے اونکا چھپانا حلال نتھا اور روایت ہی عمرو بن اسحٰق
سے کہا کہ البتہ پایا مینے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اون لوگونسے کہ سبقت لیگئے
مجھسے پس نہ دیکھا مینے کسی قوم کو آسان تر از روی سیرت کے اور نہ کمتر از روی تشدید کے
اونسے اور عبادہ بن نسی کندی سے روایت ہی کہ وہ پوچھے گئے اوس عورت کی میراث سے جو
ایک قوم کے ساتھہ مر گئے تھے اور اوسکا کوئی ولی نتھا پس کہا اونہون نے پایا مینے
ایسی قوم کو کہ جو تم لوگونکے مانند تشدد نکرتے تھے اور تمہارے مانند مسئلے نہ پوچھتے تھے
نکالا ان آثار کو دارمی نے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے وقائع اور حوادث مین لوگ فتوا پوچھتے
تھے پس آپ اونکو فتویٰ دیتے تھے اور اپنی قضیے اور جھگڑے اونکے پاس لیجاتے تھے پس آپ اونمین فیصلہ
کر دیا کرتے تھے اور لوگونکو اچھا کام کرتے دیکھتے تھے پس اونکی مدح کرتے تھے یا برا دیکھتے تھے تو اوسپر انکار
فرماتے تھے اور انکا فتویٰ دینا یا فیصلہ کرنا یا بدکار پر انکار کرنا یہ سب مجمع مین ہوا کرتا تھا اور اسیسے شیخین
ابو بکر و عمر جب اونکے پاس کسی مسئلہ مین علم نہوا کرتا تھا تو وہ لوگونسے رسول اللہ کی حدیثون کو پوچھا کرتے تھے

وقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا شیئاً یعنی الجدۃ
سأل الناس فلما صلی الظہر قال ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجدۃ شیئاً
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا قال اعطاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السدس
قال ایعلم ذالک احد غیرک فقال محمد بن سلمۃ صدق فاعطاہا ابوبکر السدس وقصۃ
سوال عمر الناس فی الغرۃ ثم رجوعہ الی خبر مغیرۃ وسوالہ ایاہم فی الوباء ثم رجوعہ الی خبر
عبد الرحمن بن عوف وکذا رجوعہ فی قصۃ المجوس الی خبرہ وسرور عبد اللہ بن مسعود بخبر
معقل بن یسار لما وافق رایہ وقصۃ رجوع ابی موسی عن باب عمر وسوالہ عن الحدیث
وشہادۃ ابی سعید اہ وامثال ذلک کثیرۃ معلومۃ مرویۃ فی الصحیحین والسنن وبالجملۃ
فہذہ کان عادتہ الکریمۃ فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ من عباداتہ وفتاواہ واقضیتہ فحفظہا وعقلہا

ترجمہ اور کہا ابوبکرؓ نے نہ سنا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہو جسمین یعنی جدہ کی
کی میراث مین کچہہ اور پوچہا لوگون سے اور جب ظہر کی نماز پڑہ چکے تو پکار کر فرمایا کہ تم مین کسنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے جدہ کی میراث کے بارہ مین کچہہ سنا ہی تو کہا مغیرہ بن شعبہ نے ہان مین نے سنا ہی تو کہا ابوبکرؓ نے
کیا ہی وہ تب کہا اونہون نے دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہٹا حصہ تب کہا ابوبکرؓ
نے آیا جانتا ہی اوسکو سوائے تیری اور کوئی بہی پس کہہ اٹہے محمد بن سلمہ سچ کہا مغیرہ نے پس دیدیا
اوسکو ابوبکرؓ نے چہٹا حصہ اور قصہ سوال کرنا عمرؓ کا لوگون سے غرہ مین پہر رجوع کرنا اونکا
طرف مغیرہ کے اور سوال کرنا اونکا لوگون سے وبا مین پہر رجوع کرنا اونکا طرف خبر عبد الرحمن
بن عوف کے اور ایسہی رجوع کرنا اونکا قصہ مجوس مین طرف خبر اونکی اور خوش ہونا
عبد اللہؓ بن مسعودؓ کا ساتہہ خبر معقل بن یسار کے جب موافق ہوئے وہ اونکی رای
کے ساتہہ اور قصہ لوٹ آنا ابی موسیٰؓ کا حضرت عمرؓ کے دروازہ سے اور سوال کرنا
اونکا حدیث سے اور گواہی دینا ابی سعیدؓ کا اوسکی سے اور مثل اسکے اور بہت واقعی ہین جو معلوم
اور صحیحین وسنن مین مروی ہین اور حاصل کلام یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت بزرگ
یہی تہی پس دیکہا ہر صحابی نے وہ کہ آسان کیا اوسکو اللہ نے اونکی عبادات اور
فتاوٰی و فیصلون سے پس یاد رکہا اور سمجہا اون لوگون نے اوس کو

وتعرف لكل شيء وجهاً من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على
الاستحباب وبعضها على النسخ لأمارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا
وجدان الاطمئنان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال كما ترى الاعراب
يفهمون مقصود الكلام فيما بينهم وتثلج صدورهم بالتصريح والتلويح والايماء من
حيث لا يشعرون فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك ثم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد
مقتدى ناحية من نواحي فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب اجتهد برأيه
وعرف العلة التي ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم
حيث ما وجدها لا يألو في جهده موافقة غرضه عليه الصلوة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم

ترجمہ اور پہچان لیا سبکی وجہ وجہ کو اونکے قرینوں سے پس حمل کیا اون لوگوں نے اون مین سے
بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر اون نشانیوں اور قرینوں کی وجہ سے جو اونکے
نزدیک کافی تھین اور اونکے نزدیک اسمین کوئی چیز عمدہ نہ تھی مگر اطمینان اور اعتماد [illegible]
بدون التفات طرف طرق استدلال کے جیسا کہ دیکھتے ہو تم اعراب کو آپس مین [illegible]
کلام کو سمجھ جاتے ہین اور اونکا سینہ تصریح اور اشارہ [illegible]
اور کسی امر سے وہ کچھ خبر نہ رکھتے پس گذر گیا حضرت کا یہ بزرگ زمانہ اور وہ لوگ اسی حالت
پر تھے اور اسکے بعد وہ لوگ ملکوں مین متفرق ہو گئے اور اون مین سے ہر شخص ایک ایک
طرف کا پیشوا ہوا پس بہت واقع ہوئے واقعے اور مسئلے وارد ہوئے اور فتویٰ پوچھا لوگوں نے
اون مین پس جواب دیا ہر شخص نے موافق اپنی حفظ یا استنباط کی اور اگر نپایا اپنی
حفظ اور استنباط مین وہ کہ جو لائق جواب کے ہوتا تو اپنی رائے سے
اجتہاد کیا اور پہچان لیا اوس علت کو کہ دائر کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اوس پر حکم کو اپنی منصوصات مین پس بہت ہوا حکم اس طرح
پر کہ جہاں کہیں پایا اون لوگوں نے اوسکو نہ کوتاہی کی ہو فقط غرض
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین پس اوس وقت صحابیوں مین چند طور پر اختلاف واقع ہوا

منها عن صحابيا سمع حكما فى قضية او فتوى ولم يسمعه الاخر فاجتهد برائه فى ذلك
وهذا على وجوه احدها ان يقع اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه النسائى وغيره
ان ابن مسعود رضى الله عنه سئل عن امراة مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال
لم ار رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضى فى ذلك فاختلفوا عليه شهرا والحوا فاجتهد
برائه وقضى بان لها مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها العدة ولها الميراث فقام
معقل بن يسار فشهد بانه صلى الله عليه وسلم قضى بمثل ذلك فى امراة منهم ففرح بذلك
ابن مسعود فرحة لم يفرح مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع بينهما المناظرة و
يظهر الحديث بالوجه الذى يقع به غالب الظن فيرجع عن اجتهاده الى المسموع مثاله
ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رضى الله عنه كان من مذهبه ان من اصبح جنبا فلا
صوم له حتى اخبرته بعض ازواج النبى صلى الله عليه وسلم بخلاف مذهبه فرجع

ترجمہ بعض اونمین سے یہ ہے کہ کسی صحابی نے اگر کسی حکم کو کسی قضیہ یا فتوی مین سنا اور دوسرے
نے نہ سنا تو اوسنے اپنی راے سے اوسمین اجتہاد کیا اور یہ چند وجہ پر ہے پہلی یہ کہ اوسکا اجتہاد حدیث
کی موافق واقع ہوا مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا نسائی وغیرہ نے کہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے کہ اوسکا شوہر مر گیا تھا اور اوسکا کوئی مہر معین نہ تھا تب
کہا اونہون نے کہ نہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرتے ہوئے اسمین پس
اختلاف کیا لوگون نے اوسمین ایک مہینے تک اور بہت مبالغہ کیا پس اجتہاد کیا اونہون نے اپنی راے
سے اور حکم دیا کہ اوسکے لیے مہر مثل و میراث ہے اور اوسپر عدت بھی لازم ہے پس کھڑے ہوئے معقل
بن یسار اور ادا کی شہادت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اسیکے ایک عورت کی بابت مین
حکم دیا تھا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس قدر خوش ہوئے کہ کبھی اسلام لانیکے بعد ویسے خوش ہوئے نہ تھے
اور دوسرے یہ کہ واقع ہوا درمیان اون لوگون کے مناظرہ پس اس سے حدیث ایسی وجہ پر ظاہر ہوئی
کہ جسپر ظن غالب تھا پس رجوع کیا اونہون نے اپنے اجتہاد سے طرف احادیث کے مثال اسکی وہ ہے
کہ ابو ہریرہ کے مذہب سے یہ تھا کہ جو شخص جنابت کی حالت مین صبح کرے اوسکا روزہ نہین صحیح
ہوتا تھا یہانتک کہ خبر دیا اونکو بعض ازواج نبی نے بخلاف مذہب اونکی پس رجوع کیا اونہون نے اپنے مذہب سے

وثالثها ان یبلغه الحدیث ولاکن لا علی الوجه الذی یقع به غالب الظن فلم یترک اجتهاده بالطعن فی الحدیث مثاله ما رواه اصحاب الاصول من ان فاطمة بنت قیس شهدت عند عمر بن الخطابؓ بانها کانت مطلقة الثلاث فلم یجعل لها رسول الله صلی الله علیه وسلم نفقة ولا سکنی فرد شهادتها وقال لا نترک کتاب الله لقول امراة لا ندری اصدقت ام کذبت لها النفقة والسکنی وقالت عائشةؓ ما لفاطمةؓ الا تتقی الله تعنی فی قولها لا سکنی ولا نفقة ومثال اخر روی الشیخان انه کان من مذهب عمر بن الخطابؓ ان التیمم لا یجزئ الجنب الذی لا یجد ماءً فروی عنده عمارؓ انه کان مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر فاصابته جنابة ولم یجد ماءً فتمعکت فی التراب فذکرت لرسول الله فقال رسول الله انما کان یکفیک ان تفعل هکذا وضرب بیدیه الارض فمسح بهما وجهه ویدیه

ترجمہ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ پہونچی انکو حدیث لیکن نہ اوس وجہ پر کہ واقع ہوتا ساتھ اوسکے غالب ظن انکا پس نہ چھوڑا انہوں نے اپنے اجتہاد کو بلکہ حدیث ہی پر طعن شروع کر دیا مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے کہ فاطمہ بنت قیس نے ادای شہادت کی نزدیک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ کہ میں تین طلاق سے مطلقہ تہی تو میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفقہ اور سکنی کا حکم نہ فرمایا پس رد کر دی عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکی گواہی کو اور کہا کہ نہیں چھوڑ سکتے ہم اللہ کی کتاب کو ایسی ایک عورت کے کہنے سے کہ معلوم نہیں کہ سچ کہتی ہے یا جھوٹ کہتی ہے اوسکے لیے نفقہ ہے اور سکنی ہے انتہی اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فاطمہ کو کیا ہوا کہ نہیں ڈرتی ہے تو اللہ سے مراد لیتی تہیں حضرت عائشہؓ اپنے اس کہنے میں فاطمہ بنت قیس کے قول لا سکنی ولا نفقہ کو اور مثال دوسری یہ ہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ مذہب عمر بن خطاب سے یہ بات تہی کہ تیمم اوس مجنب کے لیے کہ جو پانی نپاوے کفایت نہیں کرتا پس روایت کی عمار نے نزدیک اونکے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ایک سفر میں تہا اور مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا تو میں مٹی میں خوب لوٹا اور اسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ تجھکو فقط اسقدر کرنا کافی تہا اور مارا اپنے ہاتہوں سے زمین کو پہر ملا اونسے اپنے مونہ اور دونوں ہاتہوں کو

سکنی یعنی مکان رہنے کا ۱۲

فلم يقبل عمر و لم ينهض عنده حجة لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل وهم القادح فاخذوا به ورابعها ان لا يصل اليه الحديث اصلا مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمرو كان يامر النساء اذا اغتسلن ان ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر يامر النساء ان ينقضن رؤسهن فلا يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء واحد وما ازيد على ان افرغ على راسي ثلث افراغات مثال اخر ما ذكره الزهري من ان هند لم تبلغها رخصة رسول الله صلى الله عليه وسلم في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي ومن تلك الضروب ان يرا رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة

ترجمہ پس قبول کیا اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور قائم ہوئی نزدیک ونکی حجت ایک پوشیدہ قادح کے سبب سے جسکو وہ اوسمین دیکھتے تہے یہانتک کہ مشہور ہوگئی حدیث طبقۂ ثانیہ مین بہت طریقون سے پس مضمحل ہوگیا وہم قادح کا پس اخذ کیا لوگون نے ساتہ اوسکے اور چوتہی یہ ہے کہ اوسکے طرف حدیث ہی نہ پہونچی ہو مثال اوسکی یہ ہے کہ نکالا مسلم نے کہ بیشک ابن عمر رضی اللہ عنہ نفاس والی عورتونکو یہ حکم کرتی تہی کہ جب وہ غسل کرین تو اپنی سر کے بالونکو کہولڈالین پس سنا اوسکو عایشہ رضی اللہ عنہا نے تو کہا تعجب ہے ابن عمرؓ سے کہ حکم کرتی ہین عورتون کو کہ کہولڈالین وہ اپنے سرونکو سو کیون نہین حکم کرتے اونکو کہ مونڈڈالین وے اپنے سرون کو بیشک غسل کرتی تہی مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے اور نہ زیادہ کرتی تہی مین اسپر کہ بہاؤن مین اپنے سر پر تین چلو پانی مثال دوسری وہ ہے کہ ذکر کیا اوسکو زہری نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استحاضہ والی عورتون کو جو نماز کی رخصت دی یہ خبر ہندہ بنت العاص کو نہ پہونچی اس لیئے وہ نماز نہ پڑہتی تہی اور اوسپر افسوس وحسرت کرکے رویا کرتی تہی اور اسی قسم سے یہ ہی کہ دیکہا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام کرتے ہوئے پس حمل کیا بعض نے اوپر قربت کی اور بعض نے اوپر اباحت کے

لہ یعنی ... اشعار ... بعد از ... (marginal handwritten note)

مثاله ما رواه اصحاب الاصول فی قضیة التحصیب ای النزول بالابطح عند النفر
نزل رسول الله صلے الله علیه وسلم به فذهب ابو هریرة وابن عمر الی انه علی وجه القربة
فجعلوه من سنن الحج وذهب عایشة وابن عباس الی انه کان علی وجه الاتفاق ولیس من السنن
ومثال اخر ذهب الجمهور الی ان الرمل فی الطواف سنة وذهب ابن عباس الی انه انما
فعله النبی صلے الله علیه وسلم علی سبیل الاتفاق لعارض عرضه وهو قول المشرکین
حطمهم حمی یثرب ولیس بسنة ومنها اختلاف الوهم فی التعبیر مثاله ان رسول الله صلے
الله علیه وسلم حج فراه الناس فذهب بعضهم الی انه کان متمتعا وبعضهم الی انه کان قارنا
وبعضهم الی انه کان مفردا مثال اخر اخرج ابو داود عن سعید بن جبیر انه قال قلت لعبد
الله بن عباس یا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب رسول الله صلے الله علیه وسلم فی
اهلال رسول الله صلی الله علیه وسلم حین اوجب

ترجمہ مثال اوسکی وہ ہی کہ روایت کیا ہی اوسکو اصحاب اصول نے قضیہ تحصیب
مین کہ اوترے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقام ابطح مین پس گئے ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی
اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوترنا حضرت کا اوپر وجہ قربت کے تہا پس ان لوگون نے اسکو
سنن حج سے قرار دیا اور گئین عایشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوپر وجہ
اتفاق کی تہا اور سنن سے نہین اور مثال دوسری یہ ہی کہ جمہور اس طرف گئے کہ رمل طواف
مین سنت ہے اور ابن عباس اس طرف گئے کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقیہ فقط ایک
عارضی سبب یعنی مشرکون کے اس کہنے سے کیا تہا کہ مسلمانون کو یثرب کی بخار نی توڑ ڈالا اور یہ
کچہہ سنت نہین اور اوسی مین سے اختلاف وہم کا ہی تعبیر مین مثال اوسکی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو لوگون نے آپکو دیکہا پس بعض اس طرف گئے کہ وہ متمتع تہے اور
بعض اس طرف گئے کہ وہ قارن تہے اور بعض اس طرف گئے کہ وہ مفرد تہے مثال دوسری
نکالا ابو داؤد نے سعید ابن جبیر سے اوہون نے کہا کہ مینے عبد اللہ ابن عباس
سے کہا ای ابا عباس متعجب کرتا ہون مین اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلال مین جبکہ واجب کیا آپنے اپنے اوپر حج کو

فقال اني لاعلم الناس بذلك انها انما كانت من رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة واحدة فمن هناك اختلفوا خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجا فلما صلى في مسجد ذي الحليفة ركعتيه اوجب في مجلسه واهل بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظه عنه ثم ركب فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك لان الناس انما كانوا يأتون ارسالا فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل فقالوا انما اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم حين استقلت به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما علا على شرف البيداء اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء وايم الله هذا القار وجب في مصلاه واهل حين استقلت به ناقته واهل حين علا على شرف البيداء ومنها اختلاف في السهو والنسيان مثاله ماروي ان ابن عمر كان يقول اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرة في رجب فسمعت بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو۔

ترجمہ تو کہا ابن عباس نے کہ اور لوگونسے مین اوسکو زیادہ جاننے والا ہون کہ بیشک وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی حج مین تہا پس اسی سبب سے لوگون نے اسمین اختلاف کیا نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حج کے لیے اور جب مسجد ذوالحلیفہ مین دو رکعت نماز پڑھی تو وہین احرام باندہ لیا اور جب دونون رکعت سے فارغ ہوکر حج کے ساتہ اہلال کیا پس سنا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے پس یاد رکہا اوسکو اونسے پہر سوار ہوئے آپ پس جب آپکو لیکر اونٹنی کہڑی ہوگئی تو اہلال کیا آپنے اور یاد رکہا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے اور اسکی یہہ وجہ تہی کہ لوگ حضرت کے پاس گروہ گروہ آتے تہے پس سنا لوگون نے اونکو اہلال کرتے ہوے جبکہ اونٹنی اونکو لیکر کہڑی ہوگئی پس کہی سواے اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اونٹنی اونکو لیکر کہڑی ہوئی پہر چلے رسول اللہ صلعم پس جب چڑہے بیدا پر اہلال کیا اور پایا اسکو اونسے بہت قومون نے پس کہا اونہون نے سواے اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا پیغمبر خدا نے جبکہ چڑہے بیدا پر اور قسم ہے خدا کی اسکو تو واجب کر لیا تہا آپنے مصلا ہی پر اور اہلال کیا آپنے جبکہ اونٹنی آپکو لیکر کہڑی ہو گئے اور اہلال کیا آپنے جبکہ چڑہے بیدا پر اور اونہین چیزون مین سے اختلاف سہو و نسیان ہے مثال وسکی وہ ہے کہ ابن عمر کہتے تہے کہ عمرہ کیا رسول نے ایک عمرہ رجب مین پس سنا اوسکو عائشہ رض نے تو حکم کیا اونپر ساتہ سہو کے

Checked
1987

ومنها اختلاف الضبط مثاله ما روی ابن عمرؓ عنه صلے اللہ علیہ وسلم من ان المیت یعذب ببکاء اہلہ علیہ فقضت عایشۃؓ علیہ بانہ لم یاخذ الحدیث علی وجہہ مر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی یہودیۃ یبکی علیہا اہلہا فقال انہم یبکون علیہا وانہا تعذب فی قبرہا فظن العذاب معلولا للبکاء وظن الحکم عاما علی کل میت ومنہا اختلافہم فی علۃ الحکم مثالہ القیام للجنازۃ فقال قائل لتعظیم الملائکۃ فیعم المؤمن والکافر وقال قائل لہول الموت فیعمہما وقال قائل مرّ علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازۃ یہودیؐ فقام لہا کراہیۃ ان یعلوا فوق راسہ فیخصّ الکافر ومنہا اختلافہم فی الجمع بین المختلفین مثالہ رخّص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی المتعۃ عام خیبر ثم نہی عنہا ثم رخّص فیہا عام اوطاس ثم نہی عنہا فقال ابن عباسؓ کانت الرخصۃ للضرورۃ والنہی لانقضاء الضرورۃ والحکم باق علی ذلک

ترجمہ اور انہین وجہون مین سے اختلاف ضبط ہی مثال اسکی وہ ہی کہ روایت کیا ابن عمرؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ مردہ پر عذاب کیا جاتا ہی اوسکے اہل کے رونے سے پس حکم کیا عایشہ رضی اللہ عنہا اوپر کہ نہین اخذ کیا ابن عمرؓ نے حدیث کو اوپر وجہ صحیح کی کیونکہ وجہ صحیح اوسکی یہ ہے کہ گذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک قبر ایک یہودیہ کے کہ رو رہی تہی اوسپر اہل اوسکے پس فرمایا آپنے کہ یہہ سب روتے ہین اوسپر اور وہ عذاب کیجاتی ہی اپنی قبر مین پس خیال کیا ابن عمرؓ نے کہ یہہ عذاب رونے ہی کے ساتہہ معلول ہی اور گمان کیا کہ یہ حکم عام ہی ہر میت پر اور انہین وجہون سے اختلاف اونکا ہی علت حکم مین مثال اسکی کہڑا ہو جانا ہی جنازے کے لیئے پس کہا بعض نے کہ یہ کہڑا ہونا ملائکہ کی تعظیم کے لیئے تہا پس عام ہی مومن اور کافر سبکے لیئے اور کہا بعض نے کہ واسطے ہول موت کے تہا پس عام ہی اون دونون کے لیئے اور کہا بعض نے کہ گذرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ تو اوسکے لیئے آپ کہڑے ہوگئے تاکہ آپکے سر مبارک سے وہ اونچا نرہے پس خاص ہی کافر کے ساتہہ اور انہین وجہون سے اختلاف اونکا جمع کرنے مین درمیان دو امر مختلف کے ہی مثال اوسکی وہ ہی کہ رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کے سال خیبر مین پہر منع کیا اوس سے پہر رخصت دی اوسمین سال اوطاس مین پہر منع کیا اوس سے پس کہا ابن عباسؓ نے کہ یہہ رخصت واسطے ضرورت کی تہی اور نہی واسطے انقضاء ضرورت کے اور حکم باقی

وقال الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي نسخاً لها مثال آخر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير منسوخ ورآه جابر رسول قبل ان يتوفى بعام مستقبل القبلة فذهب الى انه نسخ للنهي المتقدم ورآه ابن عمر قضى حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب الشعبي وغيره الى ان النهي مختص بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا باس بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى ان القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصاً بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخاً ولا مخصصاً وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها

ترجمہ اور کہا جمہور نے کہ رخصت اباحت کے لئے تھی اور نہی اوسکے نسخ کے لئے مثال دوسری یہ ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرکے استنجا کرنے سے پس گئی ایک قوم اس حکم کی عموم اور اسکی غیر منسوخ ہونے کی طرف اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابر رضی اللہ عنہ نے ایک برس پہلے آپکی وفات کے آپکو قبلہ کیطرف پیشاب کرتے ہوئے پس گئی طرف اوسکے کہ یہ نسخ ہی واسطے نہی متقدم کے اور دیکھا آپکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قضاء حاجت کرتے ہو قبلہ کی طرف پیٹھ اور شام کی طرف منہ کئے ہوے پس رد کیا اس اون لوگونکے قول کو اور جمع کیا ایک قوم نے درمیان اوندونوں روایتوں کے پس گئے شعبی وغیرہ طرف اسکے کہ یہ نہی صحرا کے ساتھ مختص ہے پس جبکہ پاخانہ مین ہو تو قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے مین کچھ مضایقہ نہین اور ایک قوم اس طرف گئی کہ یہ قول عام اور محکم ہے اور احتمال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اونہیں کیساتھ مختص ہو پس اسکے لئے کوئی ناسخ اور مخصص نہین قائم ہوسکتا اور حاصل کلام یہہ ہے کہ مختلف ہوئے مذاہب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اخذ کیا اون سے ہر ایک تابعی نے اس طرح کہ جو اوسکے لئے آسان تھا پس یاد کرلیا وہ کہ سنا اوسنے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب صحابہ سے اور سمجھ بوجھ کیا در کہا اوسکو

وجمع المختلف علی ما تیسر له ورجح بعض الاقوال علی بعض واضمحل فی نظرهم بعض الاقوال وان کان ما ثورا عن کبائر الصحابة کالمذهب الماثور عن عمرؓ بن مسعودؓ فی تیمم الجنب اضمحل عنهم لما استفاض من الاحادیث عن عمارؓ وعمرانؓ بن حصین وغیرهما فعند ذلك صار لکل عالم من علماء التابعین مذهب علی حیاله فانتصب فی کل بلد امام مثل سعید بن المسیبؒ وسالمؒ بن عبد اللہ بن عمرؓ فی المدینة و بعدهما الزهریؒ والقاضی یحییؒ بن سعید وربیعةؒ بن عبد الرحمن فیها وعطاءؒ بن ابی رباحؒ بمکة وابراهیم النخعیؒ والشعبیؒ بکوفة والحسن البصریؒ بالبصرة وطاؤس بن کیسان بالیمن ومکحول بالشام فاظمأ الیه اکبادا الی علومهم فرغبوا فیها و اخذوا عنهم الحدیث وفتوی الصحابة واقاویلهم ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقیقاتهم من عند انفسهم واستفتی منهم المستفتون ودارت المسائل بینهم ورفعت الیهم الاقضیة ؕ

ترجمہ اور جمع کیا مختلف کو اوپر اوس طور کے کہ اوسکے لیئے آسان تھا اور ترجیح دی بعض قول کو بعض پر اور مضمحل ہوگئے اونکی نظر مین بعض قول اگرچہ وہ ماثور تھے بڑے بڑے صحابہ سے جیسے کہ مذہب ماثور عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے تیمم جنب مین مضمحل ہوگیا نزدیک اونکے جبکہ مشہور ہوگئین حدیثین عمار اور عمران بن حصین وغیرہما کے پس اسوقت علماء تابعین مین سے ہر عالم کا بمقابل اوسکے ایک ایک مذہب ہوگیا اور ہر شہر مین ایک ایک امام قائم ہوا مثل سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ بن عمر کی مدینہ مین اور بعد انکی زہری اور قاضی یحیی بن سعید اور ربیع بن عبد الرحمن بھی وہین بہی ہین اور عطا بن ابی رباح مکہ مین اور ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین پس پیاسا کیا لوگون نے اپنے جگرونکو اونکی اور اونکی علوم کی طرف پس رغبت کیا اون لوگون نے اوسمین اور لیا اونسے حدیث اور فتوی صحابہ اور اونکے اقوال اور اون علما کی مذاہب اور اونکی تحقیقات جو اونہون نے خود کی تہی اور فتوی پوچھا اونسے فتوی پوچھنے والون نے اور دائر ہوئے مسئلے آپس مین اور لائی گئی اونکے پاس جہگڑے ۔

اظماء اکبادا
ثم نفع
سبب پیاسا
... [illegible]

وكان سعيد بن المسيب وابراهيم النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى عمرؓ وعثمانؓ وقضاياهما وفتاوى عبد الله بن عمرؓ وعايشةؓ وابن عباسؓ وقضايا قضاة المدينة فجمعوا من ذلك ما يسر الله لهم ثم نظروا فيها نظر اعتبار وتفتيش فما كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة فانهم يأخذون عليه بنواجذهم وما كان فيه اختلاف عندهم فانهم يأخذون باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب اليه منهم او لموافقته بقياس قوي او تخريج صريح من الكتاب والسنة ونحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب لمسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل لهم مسائل كثيرة في كل باب باب

ای اسنانهم والمراد بقوة اهتمامهم ١٢ محمد عبد الله

ترجمہ اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے مانند لوگون نے فقہ کے تمامی ابواب کو جمع کیا اور اونکے پاس ہر باب مین ایک ایک اصول تہے جنکو اونہون نے سلف سے حاصل کیا تہا اور سعید اور اصحاب اونکے اس طرف گئے کہ اہل حرمین ثابت ترین لوگون کے ہین فقہ مین اور اصل مذہب انکا فتاوای عمرؓ اور عثمانؓ اور قضایا اوندونون کی اور فتاوای عبد اللہ بن عمرؓ اور عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور قضایای قاضیان مدینے کے تہے پس جمع کیا اون لوگون نے اوس سے کہ آسان کیا اللہ تعالے نے اونکے لیئے پہر نظر کیا اون لوگون نے نظر اعتبار اور تفتیش کی پس اوسمین سے جو مجمع علیہ درمیان علماء مدینہ کے تہا اوسکو اونہون نے اپنے دانتون سے پکڑا اور جسمین کہ اون لوگون کا اختلاف تہا اوسمین سے اقوی اور ارجح کو اخذ کیا یا تو اس سبب سے کہ اون مین سے بہت لوگ اوس طرف گئے یا اس سبب سے کہ وہ قیاس قوی کی ساتھہ موافق ہین یا اس وجہ سے کہ کتاب وسنت سے اونکی تخریج صحیح ہی اور مانند اسی کے اور وجہون سے اور جب اون لوگون نے اوسمین کہ جسکو اونہون نے اونسے یاد کیا تہا جواب کسی مسئلہ کا نپایا تو اون کے کلام سے اوسکی تخریج شروع کردی اور اوسمین ایماء اور اقتضاء کے تتبع کی پس ہر ہر باب مین اون کے لیئے بہت سے مسئلے حاصل ہوے

ہمت انکی جمع اوراوسکی طرف تہی ١٢

وكان ابراهيم واصحابه يرون ان عبد الله بن مسعودؓ واصحابه اثبت الناس في الفقه كما قال علقمة لمسروق لا احد منهم اثبت من عبد الله و قول ابيحنيفة للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه من عبد الله بن عمر و عبد الله هو عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله بن مسعودؓ و قضايا علي رضي الله عنهما وفتاواه و قضايا شريح وغيره من قضاة كوفة فجمع من ذلك ما يسره الله ثم صنع في اثارهم كما صنع اهل المدينة في اثار اهل المدينة وخرج كما خرجوا فتلخص له مسائل الفقه في كل باب باب وكان سعيد بن المسيّب لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم لقضايا عمرؓ وحديث ابي هريرةؓ و ابراهيم لسان فقهاء كوفة فاذا تكلما بشئ ولم ينسباه الى احدهما فانه في الاكثر منسوب الى احد من السلف صريحا او ايماء او نحو ذلك فاجتمع اليهما فقهاء بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه وخرجوا عليه والله اعلم

ترجمہ اور ابراہیم اور اصحاب اونکے خیال کرتے تھے کہ بیشک عبد اللہ ابن مسعود اور اصحاب اونکے ثابت ترین لوگونکے ہین فقہ مین جیسا کہ کہا علقمہ نے مسروق سے اونمین سے کوئی عبد اللہ سے ثابت تر نہین ہی اور قول ابیحنیفہ رح کا اوزاعی سے یہ ہی کہ ابراہیم فقیہ ترہین سالم سے اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو مین کہتا کہ علقمہ فقیہ تر ہی عبد اللہ ابن عمر سے اور عبد اللہ تو عبد اللہ ہی ہین اور اصل مذہب اونکا فتوی عبد اللہ ابن مسعود و قضایا علی رضی اللہ عنہما اور فتاوی اونکی اور قضایا شریح وغیرہ قاضیان کوفی کا تھا پس جمع کیا اوس سے جو اللہ تعالی نے اونکے لیے آسان کیا پھر اونکی پیروی مین ویسا ہی کیا جیسا کہ مدینے والون نے اہل مدینہ کی پیروی مین کیا اور تخریج کیا جیسا کہ اونہوں نے تخریج کیا پس ملخص ہوگئے اونکے لیے مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین اور سعید بن مسیب گویا فقہاء مدینہ کی زبان تھے اور اون لوگون مین سے قضایا حضرت عمرؓ اور احادیث ابی ہریرہ کے بڑے ہی حافظ تھے اور ابراہیم فقہاء کوفہ کی زبان تھے پس جب یہ دونون کسی شئے کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اوسکی نسبت کسیکی طرف نکرتے تھے تو وہ اکثر سلف مین سے کسیکی طرف صریحًا یا ایماءً وغیرہ ضرور ہی منسوب ہوا کرتی تھی پس مجتمع ہوئے ان دونونکی طرف اونکے شہر کے فقہاء اور اخذ کیا ان دونون سے اور یاد رکھا اونکے بیانات کو اور تخریج کی اوسپر واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء وعلم ان الله انشا بعد التابعين نشاءً من حملة العلم انجازا لما وعده صلى الله عليه وسلم حيث قال يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله فاخذوا عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء والغسل والصلوة والنكاح والبيوع وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث النبي صلى الله عليه وسلم وسمعوا قضايا قضاة البلدان وفتاوى مفتيها وسالوا عن المسائل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم يالوا في تتبع الايماءات والاقتضاءات فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان صنيع العلماء في هذه الطبقة متشابها وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين

ترجمہ باب اسباب اختلاف مذاہب فقہا جان تو اسبات کو کہ اللہ تعالے نے بعد تابعین کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ پورا کرنے کے واسطے ایک جماعت حاملان علم کی پیدا کی جیسا کہ فرمایا تھا آپ نے کہ اوٹھاوینگے اس علم کو پچھلے لوگوں میں سے جو اونمیں سے عادل ہونگے پس اخذ کیا لوگوں نے پہلے لوگوں میں سے جو جنکو ملا صفت وضو وغسل اور نماز اور نکاح اور بیع اور اون سب امور کو جو اکثر واقع ہوا کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو روایت کیا اور اپنے شہر کے قاضیوں اور مفتیوں کے فتوؤنکو سنا اور مسئلونکو پوچھا اور اون سب میں اجتہاد کیا پھر وہ لوگ قوم کے سردار ہو گئے اور شریعت کے تمامی امر اون کے حوالے کیے گئے اور اونلوگوں نے اپنے شیخوں کی پیروی کی اور اونھوں نے ایماؤں اور اقتضاؤں کی تتبع میں کوتاہی نکی اور جھگڑے فیصل کیے اور فتوے دیے اور روایت وتعلیم کیا اور اس طبقے میں علماؤنکا ڈھنگ آپس میں ملتا جلتا تھا اور حاصل وخلاصہ کلام اونکا احادیث مسندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرسل کے ساتھ تمسک کرنا تھا اور وہ لوگ اقوال صحابہ اور تابعین سے استدلال کیا کرتے تھے ؛

علماً منهم انها اما احاديث منقولة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اختصروها فجعلوها موقوفة كما قال ابراهيم وقد روى حديث نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة والمزابنة فقيل له اما تحفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا غير هذا قال بلى ولكن اقول قال عبد الله قال علقمة احب الى وكما قال الشعبي وقد سئل عن حديث وقيل انه يرفع الى النبي صلى الله عليه وسلم قال لا على من دون النبي صلى الله عليه وسلم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم او تكون استنباطا منهم من المنصوص او اجتهادا منهم برأيهم وهم احسن صنيعا في كل ذلك ممن يجيء بعدهم واكثر اصابة واقدم زمانا واوعى علما فتعين العمل بها الا اذا اختلفوا وكان حديث رسول صلعم يخالف قولهم مخالفة ظاهرة وانه اذا اختلف احاديث رسول صلعم في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة

ترجمہ یہ جانکہ یہ یا تو حدیثین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہین اور لوگون نے اسکی سند مین اختصار کرکے اسکو موقوف کردیا ہی جیسا کہ ابراہیم نخعی نے اس حال مین کہ روایت کیا اونہون نے اس حدیث کو کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ و مزابنہ سے پس کہا گیا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے سوا کوئی حدیث یاد نہین ہی کہا ہان ولیکن قال عبد اللہ قال علقمہ کہنا مجھکو اچھا معلوم ہوتا ہی اور جیسا کہ کہا شعبی نے بحالیکہ پوچھی گئی ایک حدیث سے اور کہا گیا کہ مرفوع ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تو کہا کہ ان لوگون سے کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہین اونسے روایت کرنا ہمارے نزدیک محبوب تر ہی کیونکہ اگر اوسمین کچھہ زیادتی یا نقصان ہوگا تو اونہین لوگون سے ہوگا جو نبی صلعم کے بعد ہین یا منصوص سے اونلوگونکا استنباط یا اونہین کا اجتہاد تھا جسکو اونہون نے اپنی ہی رائے سے کیا تھا اور وہ لوگ ان سب امور کے انجام دینے مین اون لوگون سے بہت اچھے تھے جو اونکے بعد آتے گئے اور ٹھیک تجویز کرنے مین اکثر اور زمانہ مین مقدم اور علم کے بڑے حافظ تھے پس متعین ہوا عمل ساتھ اوسکے مگر جب اختلاف کرتے وے لوگ اور حدیث رسول صلعم کی اونکے قول کے ظاہر مخالف ہوتی اور جب احادیث رسول صلعم کی کسی مسئلہ مین مختلف ہوتی تو رجوع کرتے وہ طرف اقوال صحابہ کے

فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره اولم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على
تركه وعدم القول بموجبه فانه كابداء علة فيه او الحكم بنسخه او تاويله اتبعوهم في ذلك
وهو قول لمالك في حديث ولوغ الكلب جاء هذا الحديث ولكن لا ادري ما حقيقته
حكاه ابن الحاجب يعني لم ار الفقهاء يعملون به وانه اذا اختلف مذاهب الصحابة
والتابعين في مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه لانه اعرف
بالصحيح من اقاويلهم من السقيم واوعى للاصول المناسبة لها وقلبه اميل الى فضلهم
وتبحرهم فمذهب عمر رض وعثمان رض وعايشة رض وابن عمر رض وابن عباس رض وزيد بن ثابت رض
واصحابهم مثل سعيد بن المسيب رح فانه كان احفظهم لقضايا عمر رض وحديث ابي هريرة رض
وعروة رح وسالم رح وعكرمة رح وعطاء رح وعبيد الله بن عبد الله رح وامثالهم احق بالاخذ
من غيره عند اهل المدينة كما بينه النبي صلى الله عليه وسلم في فضائل المدينة

ترجمہ پس اگر کہتے وہ لوگ ساتھ نسخ بعض اوسکے یا پہیرتے اُسکو اوسکے ظاہری معنی سے
یا اوسکی کچھ تصریح نکرتے لیکن اسکے ترک اور اوسکے موجب کے نہ قبول کرنے پر اتفاق کرتے
تو یہ اوسمین کسی علت کے ظاہر کرنے کے مانند یا اوسکی منسوخیت کی حکم کرنے یا تاویل کرنے
کے مانند تھا تو وہ لوگ اونکی اسمین پیروی کرتے اور یہی معنی ہین امام مالک کے قول کے
حدیث ولوغ الکلب میں آئے یہ حدیث لیکن مین اسکی حقیقت نہین جانتا حکایت کیا ابن
حاجب نے یعنے مین نے فقہاؤن کو اس پر عمل کرتے نہ دیکھا اور جب مختلف ہوئے مذاہب صحابہ
اور تابعین کے کسی مسئلے مین تو مختار نزدیک ہر عالم کے مذہب اوسکے شہر والے اور شیوخ
کا ہے اسواسطے کہ وہ لوگ اونکے صحیح قولون کو سقیم سے تمیز کرنے والے اور خوب ہی پہچاننے والے
اور جو اصول کہ اُسکے مناسب تھے اوسکے بڑے ہی حافظ تھے اور انکا دل اونکے فضل اور
تبحر کی طرف بہت ہی مائل تھا پس مذہب عمر رض و عثمان رض و عائشہ رض و ابن عمر رض و ابن عباس رض
و زید بن ثابت رض اور اونکی اصحاب کا مثل سعید بن مسیب کے کہ وہ قضایا عمر رض اور احادیث
ابی ہریرہ رض کے بڑے حافظ تھے اور عروہ و سالم و عکرمہ و عطا و عبید اللہ بن عبد اللہ اور اونکے
مانند لائق تر ہین اخذ مین سوائے انکے نزدیک اہل مدینہ کے جیسا کہ بیان کیا ہے اسکو نبی صلی اللہ

ولانہما اماما الفقہاء ومجمع العلماء فی کل عصر ولذلک تری مالکا یلازم محجتہم وقد

اشتہر عن مالک انہ متمسک باجماع اہل المدینۃ وعقد البخاری بابا فی الاخذ بما

اتفق علیہ الحرمان ومذہب عبد اللہ بن مسعود واصحابہ وقضایا علی وشریح

والشعبی وفتاوی ابراہیم احق بالاخذ عند اہل الکوفۃ من غیرہ وہو قول علقمۃ

حین مال مسروق الی قول زید بن ثابت فی التشریک قال ہل احد منہم اثبت من عبد اللہ

فقال لا ولکن رایت زید بن ثابت واہل المدینۃ یشرکون فان اتفق اہل البلد علی شیء

اخذوا علیہ بنواجذہ وہو الذی یقول فی مثلہ مالک السنۃ التی لا اختلاف فیہا

عندنا کذا وکذا وان اختلفوا اخذوا باقواہا وارجحہا اما لکثرۃ القائلین بہ او لموافقتہ لقیاس

قوی او تخریج من الکتاب والسنۃ وہو الذی یقول فی مثلہ مالک ہذا احسن ما سمعت فاذا

لم یجدوا فیما حفظوا منہم جواب المسئلۃ خرجوا من کلامہم وتتبعوا الایماء والاقتضاء

ترجمہ اور اسواسطے کہ وہ ہر زمانے مین فقہاؤنکا ٹھکانہ اور علماؤنکا مجمع رہا ہی اسلیے تم دیکھتے ہو

امام مالک کو کہ لازم کرلیا ہی اونہون نے اونکی روش کو اور مشہور ہی امام مالک سے کہ وہ تمسک کرتے

تھے ساتھ اجماع اہل مدینہ کے اور منعقد کیا ہی بخاری نے ایک باب اوسکے اخذ کرنیکے بیان مین جسمین

علماء حرمین متفق ہین اور مذہب عبد اللہ ابن مسعود اور اونکے اصحاب کا اور فیصلجات حضرت علی اور

شریح اور شعبی اور فتاوے ابراہیم احق ہین ساتھ اخذ کے نزدیک اہل کوفہ کے انکے غیر سے اور یہی

معنی ہی علقمہ کے قول کا جبکہ مائل ہوئے مسروق طرف قول زید بن ثابت کے تشریک مین تو کہا

اونہون نے کیا اونمین کوئی ثابت تر عبد اللہ ابن مسعود سے بھی ہی پس کہا نہین ولیکن دیکھا مین نے

زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے ہوئے پس اگر متفق ہوگئی ایک شہر والی اوپر کسی شئے کے

تو پکڑا اون لوگون نے اوسکو اپنے دانتون سے اور وہ وہی ہی کہ امام مالک اوسکے مثل مین کہتے

ہین یہ وہ سنت ہی کہ جسمین ہمارے نزدیک اختلاف نہین ہی ایسا اور ایسا اور اگر مختلف ہوگئے تو وہ لوگ

تو اخذ کیا اوسکے اقوی اور ارجح کو یا تو اوسکے بہت کہنے والونکے سبب سے یا واسطے موافقت اوسکے

قیاس قوی کے یا باعث تخریج اوسکی کتاب و سنت سے اور یہ وہی ہی جسکے مثل مین امام مالک کہتے ہین

کہ یہ سب بہت اچھا ہی اون مین سے جسکو مین نے سنا ہی اور جب نپایا اون لوگون نے اوسمین جو حفظ

والهموا في هذه الطبقة التدوين فدون مالك ومحمد بن عبد الرحمن بن ابي ذئب بالمدينة وابن جريج وابن عيينة بمكة والثوري بالكوفة وربيع بن صبيح بالبصرة وكلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرته ولما حج المنصور قال لمالك قد عزمت ان آمر بكتابك هذه التي وضعتها فتنسخ ثم ابعث في كل مصر من امصار المسلمين منها نسخة وآمرهم بان يعملوا بما فيها ولا يتعدوه الى غيره فقال يا امير المؤمنين لا تفعل هذا فان الناس قد سبقت اليهم اقاويل وسمعوا احاديث ورووا روايات واخذ كل قوم بما سبق اليهم واتوا به من اختلاف الناس فدع الناس وما اختار اهل كل بلد منهم لانفسهم ويحكى نسبة هذه القصة الى هارون الرشيد وانه شاور مالكا في ان يعلق الموطا في الكعبة ويحمل الناس على ما فيه

ترجمہ اور اس طبقے مین علم شریعت کے تدوین کرنے کے ساتھ وہ لوگ الہام کیے گئے پس مدون کیا امام مالک اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب نے مدینہ مین اور ابن جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور ربیع بن صبیح نے بصرہ مین اور یہ سب لوگ اوسی روش پہ چلے جسکو مین نے ذکر کیا اور جب حج کیا منصور خلفاء عباسیہ نے تو امام مالک سے کہا کہ مین نے یہ قصد مصمم کیا ہی کہ تمہاری اس کتاب کو جسکو تمنے بنایا ہی لکھوانیکا حکم دون اور پھر مسلمانون کے ہر شہرون مین اوسکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور اونکو یہ امر کرون کہ جو اسمین ہی اوسی پہ عمل کرین اور اسکے رہتے ہوئے اسکے غیر کی طرف نہ تجاوز کرین تب امام مالک نے کہا ای امیر المومنین ایسا نکر کیونکہ مجھسے پہلے بہت لوگون کے پاس صحابہ اور تابعین کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ لوگ حدیثونکو سن چکے اور انکی روایت کر چکے ہین اور اخذ کیا ہی ہر قوم نے ساتھ اوسکے کہ اوسکے پاس پہلے پہونچا ہی اور لوگونکے اختلاف اونکو پاس آچکے ہین پس لوگون کو اوسکے ساتھ چھوڑ دو کہ جسکو ہر شہر والون نے اپنے نفس کے لیے اختیار کر لیا ہی اور اس قصہ کی نسبت ہارون رشید کیطرف بھی کی گئی ہی اور اوسمین یہ ہی کہ اوسنے امام مالک سے یہ مشورت کی کہ موطا کعبے مین لٹکا دیجاے اور اوسی پہ عمل کرنے کی لوگون کو تکلیف دیجاے +

بنایا یعنی موطا کو ۱۲ محمود

فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اختلفوا فی الفروع وتفرقوا
فی البلدان وکل سنة مضت قال وفقک الله یا ابا عبد الله حکاه السیوطی رحمة الله
علیه وکان مالک اثبتهم فی حدیث المدینیین عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
واوثقهم اسنادا واعلمهم بقضایا عمر رض واقاویل عبد الله بن عمر رض وعایشة رض واصحابهم
من الفقهاء السبعة وبه وبامثاله قام علم الروایة والفتوی فلما وسد الیه
الامر حدث وافتی وافاد واجاد وعلیه انطبق قول النبی صلی الله علیه وسلم
یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من
عالم المدینة علی ما قاله ابن عیینة وعبد الرزاق وناهیک بهما فجمع اصحابه
روایاته ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها وخرجوا علیها وتکلموا
فی اصولها ودلایلها وتفرقوا الی المغرب ونواحی الارض فنفع الله بهم کثیرا من خلقه

ترجمہ پس کہا امام مالک نے ایسا نکر کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروع
مین مختلف ہین اور وہ لوگ شہرونمین متفرق ہوگئے اور ہر سنتین گذر گئین تب ابا ہارون
رشید نے توفیق دیوے تجھکو اللہ تعالی یا ابا عبد اللہ حکایت کیا اسکو سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے
اور امام مالک رحمہ اللہ اہل مدینہ کی اون احادیث مین جو رسول اللہ سے مروی ہین ثابت تر اور
اونکی اسناد مین مضبوط تر اور قضایا عمر رض اور اقاویل عبد اللہ بن عمر رض اور عائشہ رض اور فقہاء
سبعہ وغیرہ انکے اصحاب کے بڑے جاننے والے تھے اور اسکے اور اسکے مثل سے روایت اور
فتوی کا علم قائم ہوا پس جبکہ امر شریعت کا اونکے حوالے کیا گیا تو اوہون نے حدیثین بیان کین
اور فتوے دیے اور لوگونکو فائدہ پہونچایا اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم کا یہ قول اونہین پر منطبق ہوا کہ عنقریب لوگ طلب علم مین اپنی شترونکی جگر دوڑاوینگے
پس کسیکو مدینے کے عالم سے بڑھکر نپاوینگے بنابر اوسکی کہ کہا ہے ابن عیینہ اور عبد الرزاق نے
اور اسمین انہین دونونکی گواہی کافی ہے پس اونکے اصحاب نے اونکی روایتون اور اونکے
مختارات کو جمع کیا اور اوسکی تلخیص اور تحریر اور شرح اور تخریج کی اور اوسکی اصول اور دلائل مین
کلام کیے اور مغرب اور اطراف زمین متفرق ہوگئے پس اللہ تعالی نے اپنی بہت مخلوق

وان شئت ان تعرف حقیقۃ ما قلناہ من اصل مذهبہ فانظر فی کتاب الموطا
تجدہ کما ذکرناہ وکان ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ الزمہم بمذهب ابراهیم واقرانہ لایجاوزہ الا ماشاء اللہ
وکان عظیم الشان فی التخریج علی مذهبہ دقیق النظر فی وجوہ التخریجات مقبلا
علی الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقیقۃ ما قلناہ فلخص اقوال ابراهیم من
کتاب الآثار لمحمد رحمہ اللہ وجامع عبد الرزاق ومصنف ابی بکر بن ابی شیبۃ ثم قایسہ
بمذهبہ تجدہ لایفارق تلک المحجۃ الا فی مواضع یسیرۃ وهو فی تلک الیسیرۃ
ایضا مما لایخرج عما ذهب الیہ فقهاء الکوفۃ وکان اشهر اصحابہ ذکرا ابویوسف
تولی قضاء القضاۃ ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبہ والقضاء
بہ فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر وکان احسنهم تصنیفا والزمهم
درسا محمد بن الحسن فکان من خبرہ انہ تفقہ علی ابی حنیفۃ وابی یوسف

ترجمہ اور اگر تم یہ چاہو کہ جو ہمنے کہا ہے اسکی حقیقت کو اونکے اصل مذہب سے تمیز کرکے جانو
تو کتاب موطا مین نظر کرو ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے ذکر کیا اور ابوحنیفہ ابراہیم
اور اونکے اقران کے مذہب کے ساتھ ایسے ملازم تھے کہ اوس سے کبھی تجاوز کرتے تھے الا ماشاء اللہ
اور اونکے مذہب پر تخریج کرنیمین بڑے ہی عظیم الشان اور وجوہ تخریجات مین بڑے دقیق النظر
اور فروع پر بڑی توجہ کرنے والے تھے اور اگر تم چاہو کہ جو مین نے کہا ہے اسکی حقیقت کو جانو
تو اقوال ابراہیم کو کتاب آثار امام محمد رح اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
سے تلخیص کرلو پھر حنفی مذہب سے اوسکو موازنہ کرکے دیکھو تو تم یہی پاؤگے کہ امام
ابی حنیفہ رح نے اس روش سے مفارقت نہین کی ہے مگر بعض ہی مقام مین اور وہ
اوس بعض مین بھی اوس سے نہین خارج ہین جسکی طرف فقہاء کوفہ گئے ہین اور اونکے
مشہور اصحاب مین سے ابویوسف رح ہین جو ہارون رشید کے زمانہ مین قاضی ہوئے
جس حنفی مذہب کے مشتہر ہونے اور تمامی اطراف عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین اسکے پہیل
جانیکا یہ ایک بہت ہی بڑا سبب ہوا اور محمد بن حسن تصنیف کرنے مین بہت اچھے اور درس
کے بڑے ملازم تھے اور یہ خبر مشہور ہے کہ اونہون نے پہلے ابوحنیفہ اور ابویوسف سے فقہ حاصل کی تھی؛

ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب اصحابه
على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق فبها والا فان رأى طائفة من الصحابة
والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا
او تخريجا لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء ويخالفه عمل اكثر العلماء تركه
الى مذهب من مذاهب السلف مما يراه ارجح ما هنالك وهما لا يزالان على
محجة ابراهيم ما امكن لهما كما كان ابو حنيفة رحمه الله يفعل ذلك وانما كان
اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم يزاحمانه فيه او يكون
هناك لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة يخالفانه في ترجيح بعضها على بعض فصنف
محمد رحمه الله وجمع رأى هؤلاء الثلاثة ونفع كثيرا من الناس فتوجه اصحاب
ابي حنيفة رحمه الله الى تلك التصانيف تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا واستدلالا

ترجمہ اور اوسکے بعد مدینہ جاکر امام مالک سے موطا پڑھی پھر وہان سے لوٹکر خود سمجھ بوجھکر
اپنے اصحاب کے مذہب کی ہر ہر مسئلہ کو موطا پر منطبق کیا پس اگر اوسکے موافق پایا تو اوسکو
بہتر سمجھا اور اگر نہین تو صحابہ اور تابعین کی کسی جماعت نے اگر کوئی ایسی روایت کی ہو
جو اونکے اصحاب کے مذہب کیطرف جاتی ہو تو اوسکو بھی بہتر سمجھا اور اگر کسی ضعیف قیاس یا
ایسی نرم تخریج کو پایا جو ایسی حدیث صحیح کی جسپر بہت سے فقہا نے عمل کیا ہو مخالف ہو اور عمل
اکثر علما کا بھی اوسکے خلاف ہے تو اوسکو سلف کے مذہبون مین سے کسی مذہب کیطرف
جسکو وہ وہان مرجح سمجھتے تھے چھوڑ دیا اور یہ دونون جہانتک ممکن ہوسکا برابر ابراہیم کی روش
پر تھے جیساکہ ابو حنیفہ رح اوسکو کرتے تھے اور سوائے اسکے نہین ہے کہ اختلاف انکا ان دو چیزون
مین سے ایک مین تھا یا تو یہ کہ انکی شیخ کی کوئی تخریج ابراہیم کے مذہب پر ہوتی تھی تو
اوسمین یہ دونون مزاحمت کرتے تھے یا ابراہیم اور اونکے مانند لوگون کے اقوال اوسمین
مختلف ہوتے تھے تو یہ دونون بعض کو بعض پر ترجیح دینے مین خلاف کرتے تھے پس
امام محمد رح نے تصنیف کی اور ان تینون کی رائے کو جمع کیا اور بہت لوگون کو نفع پہونچایا
پس اصحاب ابو حنیفہ رح کی ان تصانیف کی تلخیص اور تقریب اور تخریج اور تاسیس اور استدلال

ثم تفرقوا الی خراسان وما وراء النهر فسمی ذلک مذهب ابی حنیفة رحمہ اللہ
علیہ وانما عد مذهب ابی حنیفہ رح مع مذهب ابی یوسف رح ومحمد رح واحدا مع انهما
مجتهدان مطلقان ومخالفتهما یسیرة قلیلة فی الاصول والفروع لتوافقهم فی هذا
الاصل ولتدوین مذاهبهم جمیعا فی المبسوط والجامع الکبیر ونشاء الشافعی رحمہ اللہ
علیہ فی اوائل ظهور المذهبین وترتیب اصولهما وفروعهما فنظر فی صنیع الاوائل
فوجد فیہ امورا کبحت عنانہ عن الجریان فی طریقهم وقد ذکرها فی اوائل کتاب
الام منها انہ وجدهم یاخذون بالمرسل والمنقطع فیدخل فیهما الخلل فانہ اذا جمع
طرق الحدیث یظهر انہ کم من مرسل لا اصل لہ وکم من مرسل یخالف مسندا
فقرر ان لا یاخذ بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورة فی کتب الاصول

ترجمہ اور یہ سب خراسان اور ماوراء النہر مین تمام پھیل پڑے ہین اور اسیکا نام حنفی
مذہب رکھا گیا اور ابو حنیفہ رح کا مذہب ابی یوسف رح اور محمد رح کے ساتھ ایک ہی
مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ یہ دونون مجتہد مطلق ہین اور ان دونون کے اصول و
فروع مین مخالفت بہت سے کم ہے اسلیے کہ اصل مین انکی موافقت ہی اور اسلیے
کہ ان دونون نے اپنے مذاہب کو مبسوط اور جامع کبیر مین مدون کیا ہی اور اور
ان دونون مذہبون کے اوائل ظہور اور اونکے اصول اور فروع کی ترتیب ہی کے
زمانے مین امام شافعی ظاہر ہوئے پس اونہون نے پہلون کے افعال مین نظر کیا
تو اوسمین اونہون نے چند امور ایسے پائے جس سے انکی باگ اون لوگون کے طریقون
مین جاری ہونے سے رک گئی اور اون سب امرون کو امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے
اوائل کتاب اُم مین ذکر کیا ہی بعض اوسمین کے یہ ہین کہ وہ لوگ مرسل اور منقطع
کے ساتھ اخذ کرتے ہین پس اوسمین خلل داخل ہوتا ہی کیونکہ جب تمامی طریقے حدیث
کے جمع کیے جاتے ہین تو ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے مرسل ایسے ہین کہ جنکی کچھ اصل نہین
اور بہت سے مرسل ایسے ہین جو مسند کے خلاف ہین پس یہ امر ثابت ہوا کہ مرسل سے
نہ استدلال کیجاوے مگر بوقت موجود ہونے اون شرطون کے جو کتب اصول مین مذکور ہین

ومنها انه لم تكن فی قواعد الجمع من المختلفات مضبوطة عندهم فيطرق بذلك خلل فی مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها فی کتاب وهذا اول تدوين کان فی اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل علی محمد بن الحسن وهو يطعن علی اهل المدينة فی قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين ويقول هو هذا زيادة علی کتاب الله فقال الشافعی اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة علی کتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلی الله عليه وسلم الا لا وصية لوارث وقد قال الله تعالی كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الآية واورد عليه شيئا من هذا القليل فانقطع كلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم يبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوی فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضی من الصحابة فافتوا حسب ذلك

ترجمہ اور بعض اونمین سے یہ ہر کہ اونکے نزدیک مختلفات کے جمع کے قاعدے منضبط نہ تھے اس سبب سے اونکے مجتہدات مین خلل عارض ہوا کرتا تھا پس اسکے لیے امام شافعی رح نے اصول وضع کیا اور اوسکو ایک کتاب مین مدون فرمایا اور یہ اصول فقہ مین پہلے تدوین یہی تہی مثال اسکی وہ ہر جسکی خبر مجھکو یون پہونچی ہر کہ امام شافعی رح امام محمد ابن حسن کے پاس اتفاقا ایسے وقت مین جا پڑے کہ وہ مدینے والون پر اس بات مین طعن کر رہے تھے کہ وہ لوگ ایک ہی گواہ سے قسم کہلا کر فیصلہ کر دیا کرتے ہین اور کہہ رہے تہے کہ یہ زیادتی ہر کتاب اللہ پر پس کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کیا تمہارے نزدیک ثابت ہوا کہ کتاب اللہ پر زیادتی خبر واحد کے ساتھ جائز نہین ہر کہا ہان تب کہا شافعی نے پس کیون کہتے ہو تم کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہین ہر بدلیل قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے (خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ وارث کے لیے وصیت نہین) حالانکہ فرمایا ہر اللہ تعالی نے جب حاضر ہو تم مین سے کسیکو موت آخر آیت تک اور وارد کیے اوپر اوسی قبیل کے بہت سے اعتراضات پس منقطع ہو گیا کلام محمد بن حسن کا اور انمین سے یہ ہر کہ بعض احادیث صحیحہ اون علماء تابعین کو جو فتوا دیا کرتے تہے نہ پہونچین اسلیے اونہون نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور عمومات کی پیروی اور جو جو صحابہ گذر چکے تہے

ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مذهبهم وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له او لم يظهر في الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عندما معن اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار في غفلة منه فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث

ترجمہ اسکے بعد تیسرے طبقے مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو اونہون نے یہ خیال کرکے کہ یہ اونکے اہل مذہب اور اونکے اون طریقون کے جسمین اونکو کچھہ اختلاف نہین ہے خلاف ہین اون حدیثون پر عمل نکیا اور یہ درحقیقت حدیث مین قادح اور اوسکے لیے علت مسقط تہی یا کہ تیسرے طبقے مین بھی وہ حدیثین نہ ظاہر ہوئین مگر ہان اسکے بعد جب اہل حدیث نے اوسکے سب طریقون مین بغور نظر کیا اور اوسکی تحقیقات کے لیے تمامی اطراف زمین مین چلے اور علماؤن سے مباحثہ کیے تو بہت سے ایسی حدیثین ظاہر ہوگئین جنکو صحابہ مین سے فقط ایک یا دو شخص نے روایت کیا تھا اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایک ہی یا دو نے روایت کی تہی اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایسی ہی ہر دو کی اور اونکے بعد بھی یون ہی منقول ہوتی چلی آئی تھی پس اہل فقہ پر وہ حدیثین چھپی رہین اور اون حافظون کے زمانے مین کہ حدیث کے تمامی طرق کی جمع کرنیوالے تھے ظاہر ہوگئین چنانچہ بہت سی ایسی حدیثین ہین کہ مثلاً اہل بصرہ نے اونکو روایت کیا ہے اور تمامی ملک کے لوگ اوس سے غافل ہین پس بیان کیا شافعی رحمہ اللہ نے کہ علماء صحابہ اور تابعین کے برابر یہ شان تھی کہ ہمیشہ وہ لوگ ہر مسئلہ مین حدیث طلب کیا کرتے تھے اور جب حدیث نپاتے تھے تو ایک دوسرے طرح کی استدلال سے تمسک کرتے تہی مگر پہر جب اسکے بعد اونپر حدیث ظاہر ہوتی تھی تو اپنی اجتہاد سے

فاذا کان الامر علی ذلک لا یکون عدم تمسکهم بالحدیث قدحا فیه اللهم الا اذا بینوا العلة القادحة مثاله حدیث القلتین فانه حدیث صحیح روی بطرق کثیرة معظمها یرجع الی الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر او محمد بن عباد بن جعفر عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عمر رض ثم تشعبت الطرق بعد ذلک فهذان وان کانا من الثقات لکنهما لیسا ممن وسد الیهم الفتوی وعول الناس علیهم فلم یظهر الحدیث فی عصر سعید بن المسیب ولا فی عصر الزهری ولم یمش علیه المالکیة ولا الحنفیة فلم یعملوا به وعمل به الشافعی وکحدیث خیار المجلس فانه حدیث صحیح روی بطرق کثیرة وعمل بها ابن عمر رض وابو هریرة رض من الصحابة ولم یظهر علی الفقهاء السبعة ومعاصریهم فلم یکونوا یقولون به فرای مالک وابو حنیفة هذا علة قادحة فی الحدیث وعمل به الشافعی رح

ترجمہ پس جبکہ یہ امر اسطرح پر تھا تو کسی حدیث کے ساتھ اونکا تمسک کرنا اوس مین سبب قدح نہ تھا مگر ہان جب اونہون نے اوسکی علت قادحہ بیان کردیا ہو مثال اوسکی حدیث قلتین ہی کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہی اور بہت ایسے طریقون سے روایت کی گئی ہی کہ معظم اسکا پہونچتا ہی طرف ولید بن کثیر کے محمد بن جعفر بن زبیر یا پہونچتا ہی محمد بن عباد بن جعفر کیطرف جو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہی پھر اوسکے بعد اوسکے بہت سی طریقے ہوگئے اور یہ دونون اگرچہ ثقات ہین لیکن مفتیون مین نہین ہین اور نہ لوگ اونکے پاس فتوا پوچھنے یا ایسی حاجت روائی کے لیے نہ جایا کرتے تھے پس چونکہ یہ حدیث نہ سعید بن مسیب کے زمانے مین اور نہ زہری کے زمانے مین ظاہر ہوئے اور نہ اسپر مالکیہ اور نہ حنفیہ چلے اسلیے لوگون نے اسپر عمل نہ کیا مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے اسپر عمل کیا۔ اور جیسے حدیث خیار مجلس کی کہ بیشک وہ حدیث صحیح اور بہت سے طریقون سے مروی ہی اور صحابیون مین سے ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ نے اسپر عمل کیا ہی مگر فقہاء سبعہ اور اونکے زمانے کے لوگون پر نہ ظاہر ہوئے پس اسلیے وہ لوگ اسکے مطابق نہ کہتے اور نہ کسیکو حکم کرتے تھے پس امام مالک رح اور ابو حنیفہ رح نے سمجھا کہ اس حدیث مین یہ علت قادحہ ہی اور امام شافعی رح نے اسپر عمل کیا

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت فی عصر الشافعی فتکثرت واختلفت وتشعبت ورای کثیرا منها ما یخالف الحدیث الصحیح حیث لم یبلغهم ورای السلف لم یزالوا فی مثل ذلک الی الحدیث فترک التمسک باقوالهم ما لم یتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال ومنها انه رای قوما من الفقهاء یخلطون الرای الذی لم یسوغه الشرع بالقیاس الذی اثبته فلا تمیزون واحدا منهما من الآخر ویسمونه تارة بالاستحسان واعنی بالرای ان ینصب مظنة حرج او مصلحة علة لحکم وانما القیاس ان یخرج العلة من الحکم المنصوص ویدار علیها الحکم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان یکون شارعا حکاه العضد فی شرح مختصر الاصول مثاله رشد الیتیم امر خفی فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس عشرة سنة مقامه وقالوا اذا بلغ الیتیم هذا العمر یسلم الیه ماله قالوا هذا استحسان والقیاس ان لا یسلم الیه

ترجمہ اور اونہیں امرون مین سے یہ ہے کہ جب امام شافعی کے زمانہ مین اقوال صحابہ جمع کیے گئے تو بہت اور مختلف اور شاخ شاخ پائے گئے اور اونہون نے بہتونکو ایسا معلوم کیا کہ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہین اس حیثیت سے کہ اونکو حدیثین نہین پہونچین اور سلف کے حالات اونکو ایسے معلوم ہوئے کہ ایسی حالتون مین وہ لوگ برابر حدیث کیطرف رجوع کرتے رہے پس ان لوگون کے اون اقوال کے ساتھ کہ جو متفق نہ تھے اونہون نے تمسک کرنا چھوڑ دیا اور کہا کہ اس بارہ مین وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین اور اونہیں امرون مین سے یہ ہے کہ اونہون نے فقہا کی ایک ایسی قوم کو پایا جسنے اوس رای کو جسکو شریعت نے نہ جائز رکھا تھا اوس قیاس کے ساتھ جسکو اونہون نے ثابت کیا تھا ایسے طور پر ملا دیا کہ ایک دوسرے سے تمیز نہو سکتی تھی اور اوسکا نام وہ لوگ استحسان رکھا کرتے تھے اور مراد لیتا ہون مین رای سے یہ کہ قائم ہو مظنہ کسی حرج کا یا مصلحت علت کسی حکم کے اور قیاس یہ ہے کہ خارج ہو علت حکم منصوص سے اور دائر ہو اوسپر حکم پس امام شافعی نے اسکو خوب اچھی طرح سے باطل کیا اور کہا کہ جسنے استحسان قائم کیا اوسنے شارع ہونیکا ارادہ کیا حکایت کیا اسکو عضد نے شرح مختصر الاصول مین مثال اسکی عاقل ہونا یتیم کا کہ ایک امر خفی ہے پس پندرہ برس کی عمر کو لوگون نے اوسکی جگہ قائم کیا اور کہا کہ جب یتیم اس عمر کو پہونچ جاوے

وبالجملة فلما رای فی صنیع الاوائل مثل ھذہ الامور اخذ الفقہ من الراس
فاسس الاصول وفرع الفروع وصنفـ الکتب فاجادوا فادوا جتمع علیہ الفقہاء
وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخریجا ثم تفرقوا فی البلدان فکان ھذا
مذھب الشافعی رحمہ اللہ تعالی واللہ اعلم باب اسباب الاختلاف بین اھل
الحدیث واصحاب الرای اعلم انہ کان بین العلماء فی عصر سعید بن المسیب والزھری
وابراھیم وفی عصر مالک وسفیان وبعد ذلک قوم یکرھون الخوض بالرای ویھابون
الفتیا والاستنباط الا لضرورة لا یجدون منھا بدا وکان اکبر ھمھم روایة حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عبد اللہ بن مسعود عن شیئ فقال انی
لاکرہ ان احل لک شیئا حرمہ اللہ علیک او احرم ما احلہ اللہ لک وقال معاذ بن جبل
یا ایھا الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزولہ فانہ لم ینفک المسلمون ان یکون فیھم من اذا سئل سدد

ترجمہ الحاصل امام شافعی رحہ نے جب پہلون کے عملدرآمد مین ایسے امور دیکھے تو فقہ کو سرسے
اخذ کیا اور اصول قائم کیے اور فروع چھانٹے اور کتابین تصنیف کین اور خوب ٹھیک ٹھیک
کام کیا اور خلق اللہ کو فائدہ پہونچایا اور فقہانے اون امور پر اتفاق اور اجماع کیا اور بطور
اختصار و شرح و استدلال و تخریج کی اونہون نے اسمین تصرف کیا اور پہر وہ تمام ملکون مین متفرق
ہوگئے اور یہی سب امام شافعی رحہ کا مذہب ہوگیا واللہ اعلم باب اسباب اختلاف
درمیان اہل حدیث و اصحاب رائے جان تو کہ سعید بن مسیب اور زہری اور ابراہیم اور امام
مالک اور سفیان کے زمانے مین اور اونکے بعد بہی علماؤن مین سے ایک ایسی جماعت کے لوگ تہے کہ جو رائے
مین غوض کرنیکو مکروہ جانتے تہے اور بجز ضروری اور نہایت لابدی ہر امر و حالت کے فتوا اور استنباط
مین بہت ہی خوف کرتے تہے اور بڑی ہمت اونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثونکی
روایت کرنے مین مبذول تہی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود جب ایک شے سے پوچہے گئے تو اونہون نے کہا
کہ مین اسکو بہت ہی مکروہ جانتا ہون کہ حلال کرون تمہارے لیے اوس چیز کو کہ اللہ نے تمپر اوسکو
حرام کیا ہو یا حرام کرون اوسکو کہ اللہ نے اوسکو تمہارے لیے حلال کیا ہو اور کہا معاذ بن جبل
نے کہ اے لوگو بلا کے اوترنے کے پہلے ہی اوسکو مت اوتارو کیونکہ مسلمانون مین برابر ایسے لوگ

حقیقت مذہب شافعی

یہ مذہب شافعی ہوا

باب اسباب الاختلاف بین اہل الحدیث و اصحاب الرای

وروی نحو ذلک عن عمرؓ وعلیؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ فی کراہیۃ التکلم فی مالم ینزل وقال ابن عمرؓ لجابر بن زید انک من فقہاء البصرۃ فلا تفت الا بقران ناطق اوسنۃ ماضیۃ فانک ان فعلت غیر ذلک ہلکت واہلکت وقال ابو النضر لما قدم ابو سلمۃ البصرۃ اتیتہ انا والحسن فقال للحسن انت الحسن ماکان احد بالبصرۃ احب الی لقاء منک وذلک انہ بلغنی انک تفتی برائک فلا تفت برائک الا ان یکون سنۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوکتاب منزل وقال ابن المنکدر ان العالم یدخل فیما بین اللہ وبین عبادہ فلیطلب لنفسہ المخرج وسئل الشعبی کیف کنتم تصنعون اذا سئلتم قال علی الخبیر وقعت کان اذا سئل الرجل قال لصاحبہ افتہم فلا یزال حتی یرجع الی الاول

ترجمہ اور ایسی جن چیزون مین کہ نص شرعی نہین نازل ہوئی ہر اوسمین کلام کرنیکی کراہت مین حضرت عمر اور علی اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود سے بھی مروی ہر اور فرمایا ابن عمرؓ نے جابر بن زید سے کہ تو فقہاء بصرہ سے ہر پس نہ فتوی دیا کر مگر قرآن ناطق یا سنت ماضیہ سے کیونکہ اگر تو اسکے خلاف کریگا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور لوگون کو بھی ہلاک کریگا اور کہا ابو نضر نے کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے تو مین اور حسن بصری اونکے پاس پاس آیا تو اونھون نے حسن بصری سے کہا کہ تو ہی حسن ہر بصرہ کے لوگون مین سے کوئی ایسا نہین جسکے ملنے کو میرا دل تم سے بڑہکر چاہتا ہو اور یہ اس لیے کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ تو فتوا دیا کرتا ہر تو بس اپنی راے سے فتوا نہ دیا کر مگر اسطرح پر کہ وہ موافق ہو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یا اوس سے جو خدا کیطرف سے نازل کی گئی ہر اور کہا ابن المنکدر نے کہ عالم داخل ہوتا ہر اوس مقام مین کہ درمیان اللہ تعالی اور اوسکے بندون کی ہے پس اوسکو چاہیے کہ اپنی نکاسی کی صورت ٹھہرالیوے اور پوچھے گئے شعبی کہ جب تم لوگ کسی مسئلے سے سوال کیے جاتے تھے تو کیا کرتے تھے تو اونھون نے کہا کہ تو ایک واقف شخص پر واقع ہوا انمین سے جب کوئی شخص کچھ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے صاحب سے کہتا تھا کہ تو ہمکو فتوا دے یہانتک کہ ایسی اول تک اوسکو پہنچا کرتے تھے ۔

وقال الشعبی ما حدثوک هؤلاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ بہ وما قالوہ برائیہم فالقہ فی الحش اخرج ہذہ الاثار عن اخرہا الدارمی فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابۃ الصحف والنسخ حتی قل من یکون اہل الروایۃ الا کان لہ تدوین الحدیث او صحیفۃ او نسخۃ من حاجتہم بموقع عظیم فطاف من ادرک من عظمائہم ذلک الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان وجمع الکتب وتتبعوا النسخ وامعنوا فی التفحص من غریب الحدیث ونوادر الاثر فاجتمع باہتمام اولئک من الحدیث والاثار مالم یجتمع لاحد قبلہم وتیسر لہم مالم تیسر لاحد قبلہم وخلص الیہم من طرق الاحادیث شیء کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندہم مائۃ طریق فما فوقہا فکشف بعض الطرق ما استتر فی بعضہا الاخر وعرفوا محل کل حدیث من الغرابۃ والاستفاضۃ

ترجمہ اور کہا شعبی نے کہ یہ لوگ جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرین اوسکو لے لو اور جو اپنی راے سے کہین اوسکو جاے ضرورین ڈالدو نکالا ان سب آثار کو دارمی نے پس واقع ہوا شیوع تدوین حدیث اور اثر کا اسلام کے شہرون مین اور کتابت صحیفون کی اور نسخ کی انکا یہانتک کہ ایسے اہل روایت بہت ہی کم تھے جنکے پاس تدوین حدیث یا کوئی صحیفہ یا نسخہ اونکی حاجتون سے جو مواقع عظیمہ مین واقع ہوئی تھی نہون پس پھرے اوس زمانہ کے علما حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان کے شہرون مین اور بڑے بڑے علماؤن سے ملاقات کی اور اونسے علوم حاصل کرکے کتابین جمع کین اور نسخ کی تتبع کی اور احادیث غریب اور آثار نادرہ کے تفحص و تلاش مین خوب ہی باریک بینی کی پس انکے اہتمام سے وہ حدیثین و آثار جمع ہوگئے کہ جو انکے پہلے والونین سے کسیکے پاس نہ مجتمع تھی اور انکے لیے وہ آسانیان ہوگئین کہ جو انکے پہلے کسیکو نہ حاصل تھین اور طرق احادیث سے انکے پاس بہت چیزین پہونچ گئین یہانتک کہ اونکے پاس بہت سی حدیثون کی سو سو یا اس سے بھی زیادہ طریقے تھے پس اس طریقے سے احادیث کے بعض طرق جو بعض روایتون مین پوشیدہ تھے سب کھل گئے اور اون لوگون نے حدیث کی غرابت وشہرت وغیرہ تمامی محل کو پہچان لیا

وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد فظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر على اهل الفتوى من قبل قال الشافعي لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا كان خبر صحيح فاعلمونى حتى اذهب اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة كنسخة بريد عن ابى بردة عن ابى موسى و نسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده او كان الصحابى مقلا خاملا لم يحمل عنه الا شرذمة قليلون فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت عندهم اثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن الا من جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن

ترجمہ اور اس سبب سے متابعات اور شواہد پر نظر کرنے مین وہ قادر ہو گئے اور اُنپر بہت سے ایسی حدیثین ظاہر ہو گئین کہ جو انکے پہلے اہل فتوا پر نہ ظاہر ہوئی تھین چنانچہ امام شافعی رح نے امام احمد رح سے کہا کہ اخبار صحیح کو تم ہملوگون سے زیادہ جاننے والے ہو لیکن جب کوئی خبر صحیح ہو تو اوسکی خبر مجھے کر دو تاکہ مین اوسپر چلون چاہے اوسکا راوی کوفی ہو یا بصری یا شامی حکایت کیا اسکو ابن الہمام نے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ بہت سی صحیح حدیثین ایسی ہین کہ جسکو فقط ایک ہی شہر والون نے روایت کیا ہے جیسے بہت سی حدیثون کی روایت کرنے مین شام والے اور علی ہذا القیاس عراق والے فرد ہین یا فقط ایک ہی خاندان کے لوگون نے روایت کی ہے جیسے نسخہ برید کہ وہ فقط ابی بردہ اور ابی موسے ہی سے مروی ہے اور نسخہ عمرو بن شعیب کہ وہ اونکے باپ و دادا ہی سے منقول ہے یا یہ کہ صحابی غیر معروف و قلیل الحدیث تھا اوس سے بہت ہی کم لوگون نے روایت کی ہے پس عامہ اہل فتوی ایسی حدیثون سے غافل ہے اور انکے نزدیک ہر شہر کے فقہا صحابہ و تابعین کے آثار مجتمع ہوئے اور پہلے کے لوگ نہ قادر تھے مگر فقط اپنے شہر یا اصحاب کی حدیثون کے جمع کرنے مین اور انکے پہلے کے لوگ اعتماد کرتے تھے معرفت اسمار رجال اور انکے مراتب عدالت مین جو اونکے پاس مشاہدہ حال اور تتبع قرائن سے پہونچے تھے

یعرف قلیل الحدیث ۱۲

وام عن هذه الطبقة فی هذا الفن وجعلوه شیئا مستقلا بالتدوین والبحث والناظر وانی الحکم بالصحة وغیرها فانکشف علیهم بهذا التدوین والمناظرة ما کان خفیا من حال الاتصال والانقطاع وکان سفیان ووکیع وامثالهما یجتهدون غایة الاجتهاد فلا یمکنون من الحدیث المرفوع المتصل الا من دون الف حدیث کما ذکره ابوداؤد السجستانی فی رسالته الی مکة وکان اهل هذه الطبقة یروون اربعین الف حدیث فما یقرب منه بل صح عن البخاری رحمه اللہ تعالیٰ انه اختصر صحیحه من ستمائة الف حدیث وعن ابی داؤد انه اختصر سننه من خمسمائة الف حدیث وجعل احمد مسنده میزانا یعرف به حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فما وجد فیه ولو بطریق واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له

ترجمہ اور اس طبقےؑ والون نے اس فن مین خوب غور و فکر کیا اور اس مین بحث و تدوین کرکے اسکو ایک مستقل شے قرار دیا اور حکم مین اوسکے صحت وغیرہ کے ساتھہ اونہون نے مناظرہ کیا پس اس تدوین و مناظرہ مین جو جو امور حالات اتصال و انقطاع سے پوشیدہ تھے ان پر سب منکشف ہوگئے اور سفیان اور وکیع اور انکے مانند لوگ اگرچہ اسمین بڑی کوشش کرنے والے تھے مگر تو بھی ہزار سے کم ہی احادیث مرفوع متصل کی روایت پر قادر تھے جیسا کہ ابوداؤد سجستانی نے اپنے اوس رسالے مین جو مکہ والون کی طرف لکھا ہے ذکر کیا ہے اور اس طبقےؑ کے لوگون نے چالیس ہزار کے قریب تک روایت کیا ہے بلکہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بطور صحیح منقول ہے کہ اونہون نے اپنے صحیح کو چھہ لاکھہ حدیثون سے اختصار کیا ہے اور ابی داؤد سے منقول ہے کہ اونہون نے اپنے سنن کو پانچ لاکھہ حدیث سے اختصار کیا ہے اور امام احمد نے اپنے مسند کو ایک میزان مقرر کیا ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثین پہچانی جاتی ہین پس جو اسمین ہے اگرچہ ایک ہی طریقے سے پائی جائے تو یہ جاننا چاہیے کہ اسکے لیے کوئی اصل ہے اور نہین تو یہ محض بے اصل ہے۔

ع یعنی اہل حدیث

ع یعنی محدثین ۱۲ منہ

وكان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى القطان ويزيد بن هارون و
عبد الرزاق وابو بكر بن شيبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
ابن راهويه والفضل بن دكين وعلى المديني واقرانهم وهذه الطبقة هي الطراز الاول
من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة مراتب
الاحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الرأي ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى
مع ما يرون من الاحاديث والآثار المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا يتبعون احاديث النبي صلى الله عليه وسلم وآثار الصحابة والتابعين
والمجتهدين على قواعد احكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في كلمات يسيرة كان
عندهم انه اذا وجد في المسئلة قران ناطق فلا يجوز التحول
منه الى غيره واذا كان القران محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه

ترجمہ اور سرداراس قافلے کے عبداللہ بن مہدی الرحمن اور یحیٰ القطان اور یزید بن
ہارون اور عبدالرزاق اور ابوبکر بن شیبہ اور مسدد اور ہناد اور احمد بن حنبل اور اسحق
بن راہویہ اور فضل بن دکیع اور علی مدنی اور اقران انکے ہین اور یہی طبقہ
طبقات محدثین کا نقش اول ہے پس بعد مضبوط کرنے فن روایت و معرفت
مراتب احادیث کے اونکے محققین فقہ کی طرف رجوع لائے تو بمقتضاے راے
وقیاس کے اونکے نزدیک یہہ بات نہ تھی کہ اون لوگون مین سے کہ گذر چکی تھی کسی
ایک شخص کی تقلید پر مجتمع ہوجاوین باوجودیکہ ان مذاہب مین سے ہر ایک مذہب
کی احادیث اور آثار متناقضہ کو وہ لوگ روایت کرتے اور خوب سمجھتے بوجھتے تھے
پس وہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور صحابہ اور تابعین کے آثار اور
مجتہدین کے اون قواعد کے جنکو اونھون نے خود محکم کیا تھا پیروی کرنے لگے
اور اسکو مین تیرے لیے چند کلمون مین بیان کردیتا ہون کہ اونکا یہ داب تھا کہ جب وہ
لوگ کسی مسئلہ مین قرآن ناطق پاتے تو اوس سے اوسکے غیر کی طرف نقل نکرتے تھے
اور جب قرآن کو چند وجہون سے محتمل پاتے تو سنت کو اوس پر قاضی ٹھہراتے تھے

فاذا لم یجدوا فی کتاب اللہ اخذ وبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء کان
مستفیضا دائرا بین الفقہاء او یکون مختصا باھل بلد او اھل بیت او
بطریق خاصۃ وسواء عمل بہ الصحابۃ والفقہاء او لم یعملوا بہ ومتی کان فی المسئلۃ
حدیث فلا یتبع فیھا خلافہ اثر من الآثار والاجتہاد احد من المجتھدین
واذا افرغوا جھدھم فی تتبع احادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ حدیثا اخذوا باقوال
جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون قوم ولا ببلد دون
بلد کما کان یفعل من قبلھم فان اتفق جمھور الخلفاء والفقہاء علی شیء فھو
المتبع وان اختلفوا اخذوا بحدیث اعلمھم علما واورعھم ورعا و
اکثرھم اشتھر عنھم فان وجدوا شیئا یستوی فیہ قولان فھی مسئلۃ
ذات قولین فان عجزوا عن ذلک ایضا تاملوا فی عمومات الکتاب
السنۃ وایماآتھا واقتضاآتھا وحملوا نظیر المسئلۃ علیھا فی الجواب

ترجمہ یعنے جب کتاب اللہ مین نہ پاتے تھے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخذ کرتے
تھے چاہے سنت مشہور اور فقہا مین دایر ہو یا کسی شہر یا خاندان یا طریقہ خاصہ کے ساتھ مختص ہو اور چاہے
صحابہ اور فقہاء نے اُسپر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جب کسی مسئلہ مین حدیث موجود ہوا کرتی تھی تو اوسکے
خلاف مین کسی آثار یا اجتہاد مجتہدین سے ساتھ پیروی نکرتے تھے اور جب وہ لوگ حدیث کی
تلاش مین کوشش کرکے تھک جاتے تھے اور اوس مسئلہ مین حدیث نہ پاتے تھے تو صحابہ و
تابعین سے کسی ایک جماعت کے اقوال کے ساتھ اخذ کرتے تھے اور کسی قوم یا شہر کے تقید
جیسا کہ انکے پہلے کے لوگ نکرتے تھے یہ بھی نکرتے تھے پس اگر جمہور خلفاء اور فقہاء کسی شے پر
متفق ہوتے تھے تو اُسکو وہ لوگ امر متبع اور پیروی کے لائق سمجھتے تھے اور اگر مختلف ہوتے
تو اونمین سے جو بڑا عالم اور پرہیزگار اور مقتدی و مشہور ہوا کرتا تھا اوسکی حدیث کو اخذ کرتے
تھے اور اگر اسمین ایسی شے پاتے جسمین دونون قول مساوی ہوتے تو اوسکو دو قول والا
مسئلہ ٹھہراتے اور اگر اس سے بھی عاجز آجاتے تو عمومات کتاب و سنت اور اُسکے ایماء و
اقتضاء مین تامل کرتے اور جواب نظیر مسئلہ کو اوس مسئلہ پر حمل کرتے

واذا کانتا متقاربین بادی الرای لا یعتمدون فی ذلک علی قواعد من الاصول
ولکن علی ما یخلص الی الفہم ویثلج به الصدر کما انه لیس میزان التواتر عدد الرواة
ولا حالهم ولکن الیقین الذی یعقبه فی قلوب الناس کما نبہنا علی ذلک فی بیان
حال الصحابة وکانت ہذه الاصول مستخرجة من صنیع الاوائل وتصریحاتہم
وعن میمون بن مہران قال کان ابوبکر اذا ورد علیه الخصم نظر فی کتاب الله
فان وجد فیه ما یقضی بینہم قضی به وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی ذلک الامر سنة قضی به فان اعیاه خرج
فسال المسلمین وقال اتانی کذا وکذا فہل علمتم ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قضی فی ذلک بقضاء فربما اجتمع علیه النفر کلہم یذکر من
رسول الله صلعم فیه قضاء فیقول ابوبکر الحمد لله الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا

ترجمہ اور جب ظاہر مین وہ دونون متقارب ہوتے تو اسمین قواعد اصول کے مطابق وہ لوگ
نہ اعتماد کرتے لیکن جو اونکی فہم مین آجاتا اور جس سے اونکا سینہ ٹھنڈا ہوجاتا اوسیکو معتمد جانتے
جیسا کہ میزان تواتر مین عدد رواۃ اور اونکا حال معتبر نہین ہے بلکہ وہی یقین معتمد ہی جو
لوگون کے دلون مین بعد مشاہدہ کسی امر کے جانشین ہوجایا کرتا ہی جیسا کہ ہمکو مین نے اسیر
بیان حال صحابہ مین آگاہ کیا ہی اور یہ اصول پہلون کی عمل درآمد اور اونکی تصریحات سے مستخرج تھا
چنانچہ میمون بن مہران سے مروی ہی کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب کوئی امر خصومت کا پیش آتا تو وہ
کتاب اللہ مین نظر کرتے پس اگر اوسمین وہ اوس امر کو پاتے جس سے متخاصمین کے درمیان
فیصلہ ہوجاتا تو اوس سے فیصلہ کردیتے اور اگر کتاب اللہ مین ایسا نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس بارہ مین کوئی طریقہ مسنونہ جانتے ہوتے تو اوس سے حکم کرتے اور اگر ان دونون سے تھک جاتے
تو مجمع عام مین نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور یہ کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا امر خصومت کا آیا ہی آیا تمکو
جانتے ہو کہ رسول صلعم نے اسمین کوئی فیصلہ کیا ہی اور کوئی امر خبر پایا ہی پس اکثر اوقات تمام لوگ اونکے پاس
مجتمع ہو کر رسول صلعم سے جو امر فیصلہ کا اسمین ثابت ہوا ہوتا ذکر کرتے تب وہ یہ سب دیکھکر فرماتے شکر ہی
خدا کا جسنے ہم مین ایسے لوگونکو موجود کیا جنہون نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احکام کو یاد رکھا

پہلے اونکو یقین کامل ہوجاتا ۱۲ محمد محمود

فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع رؤس
الناس وخيارهم فاستشارهم فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به وعن شريح ان
عمر بن الخطاب كتب اليه ان جاءك شئ في كتاب الله فاقض به ولا يلفتك
عنه الرجال فان جاءك ما ليس في كتاب الله فانظر سنة رسول الله صلعم
فاقض بها فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان جاءك ما ليس
في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يتكلم
فيه احد قبلك فاختر اي الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برايك ثم تقدم
فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا ارى التاخر الا خيرا لك

ترجمہ اور اگر اس بارہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پانے سے بھی تھک
جاتے تو سردارون اور اچھے لوگون کو جمع کرکے مشورت کرتے اور جسپر اونکی راے مجتمع
ہوتی اوسیکے مطابق حکم فرماتے اور شریح سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ نے اونکو لکھ بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ مین ہے تو مطابق
اُسکے فیصلہ کیا کرو اور دیکھو لوگ تمکو اس سے ڈگا نہ دین اور اگر کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب
اللہ مین نہو تو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اوسکو دیکھو اور مطابق اُسکے فیصلہ
کرو اور اگر کوئی ایسا امر تمہارے پاس آوے کہ جو نہ کتاب اللہ مین اور نہ سنت رسول اللہ
مین ہی تو دیکھ کہ لوگ جسپر مجتمع ہون اوسکو اخذ کرو اور اگر کوئی ایسا امر آیا کہ نہ
کتاب اللہ مین ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور نہ اوسمین
تیرے پہلے کسی نے کچھ کلام کیا ہے تو ان دونون امرون مین سے جسکو چاہے
تو اختیار کرلے اگر چاہے تو اپنی راے سے اجتہاد کر پھر بڑھ اور بڑھ جا
اگر چاہے تو پیچھے ہٹ پھر اور پیچھے ہٹ مگر مین تیرے لیے پیچھے ہٹنا ہی بہتر سمجھتا
ہون —

وعن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا هنا لك

وان اللہ قد قدر من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض به قضاء بعد الیوم فلیقض فیه بما فی کتاب اللہ عزوجل فان جاءه ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فان جاءه ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلیقض به بما قضی به الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحلال بین والحرام بین وبین ذلك امور مشتبهة فدع ما یریبك الی ما لا یریبك وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر به وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلعم اخبر به فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیه برایه وعنه الا تخافون ان تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلعم وقال فلان

ترجمہ اور عبد اللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہی کہ اونھون نے کہا کہ چلو گوئی ایسا زمانہ آیا کہ ہم فیصلہ نہین کرتے اور نہ ہم اسکے لایق ہین اور بیشک اللہ تعالی نے ایسی مقدر کردیا کہ اس حالت پر ہم پہونچے کہ جسکو تم دیکھتے ہو پس اسکے بعد جسکو منصب قضا عارض ہو تو اوسکو چاہیے کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس کوئی ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہو تو قضایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی ایسے امر مین فیصلہ نہین کیا تو اُسکو چاہیے کہ مطابق اوسکے فیصلہ کرے کہ نیک لوگون نے جس سے فیصلہ کیا ہو اور یہ نہ کہے کہ مین ایسا خیال کرتا ہون اور مین ایسا تجویز کرتا ہون کیونکہ حلال ظاہر ہو اور حرام ظاہر ہو اور اسکے درمیان مین بہت سے امور مشتبہ ہین پس چھوڑ دے جسمین شک ہو اور اختیار کرے اُسکو جسمین شک نہو اور ابن عباسؓ جب کسی امر سے پوچھے جاتے اور وہ امر قرآن مین ہوتا تو مطابق اوسکے خبر دیتے اور اگر قرآن مین نہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو مطابق اوسکے خبر کردیتے اور اگر آنحضرت سے بھی منقول نہوتا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے اور اگر یہ بھی نہوتا تو اپنی راے سے کہتے اور اونھین سے منقول ہو کہ تم لوگ خوف نہین کرتے کہ عذاب کیے جاؤ یا دھنسائے جاؤ اس بات سے کہ کہو تم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا فلان نے ؛

وعن قتادة قال حدث ابن سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال رجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سيرين احدثك عن النبي صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز انه لا راى لاحد في كتاب الله وانما راى الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا راى لاحد في سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن الاعمش قال كان ابراهيم يقول يقوم عن يساره فحدثته عن سميع الزيات عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اقامه عن يمينه فاخذ به وعن الشعبي جاءه رجل يسأله عن شئ فقال كان ابن مسعود يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برايك فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن ابن مسعود ويسألني عن رائ وديني اثر عندي من ذلك والله لان اتغنى بغنية احب الي من ان اخبرك برائ اخرج هذه الآثار كلها الدارمي

ترجمہ اور قتادہ سے منقول ہی کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی تو اوسنے کہا کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہی تب ابن سیرین نے کہا کہ مین تجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہون اور تو کہتا ہی کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہی اور اوزاعی سی منقول ہی کہ عمر ابن عبد العزیز نے کسیکو لکھ بھیجا کہ اللہ تعالی کی کتاب مین کسیکی رای کو دخل نہین اور اماموں کی رای کا اوسی پر اعتبار ہی کہ جسمین کتاب اللہ نازل نہین ہوئی اور اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہین گذری اور اوس طریقے مین کہ رسول نے اوسکو مقرر کیا ہی کسیکی رای کا اوسمین اعتبار نہین ہی اور اعمش سے منقول ہی کہ ابراہیم امام کی بائین جانب سے کہڑے ہونیکو کہتے تھے پس حدیث روایت کی مینے اونکو سمیع زیات سے کہ وہ روایت کرتے تھے ابن عباس رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو داہنی جانب سے کہڑا کیا پس ابراہیم نے اوسیکو قبول کیا اور شعبی سے منقول ہی کہ اونکے پاس ایک شخص آیا اور اونسے کچھ سوال کیا تو اونہون نے کہا کہ ابن مسعود ایسا ایسا کہتے تھے تب اوسنے کہا کہ تم اپنی عندیہ اور رای سے مجھے خبر دو تب اونہون نے کہا کہ تم لوگ اس شخص سے تعجب نہین کرتے کہ مین اسکو ابن مسعود سے خبر دیتا ہون اور یہ میری رای سے پوچھتا ہی اور دین میرا میرے نزدیک بہت ہی اختیار کرنے کے لائق ہی اس سے قسم ہے خدا کی کہ بالکل ہی بے پرواہ ہو جانا میرے نزدیک محبوب تر ہی اس سے کہ خبر دون مین تجھکو اپنی رای سے نکالا ان سب آثار کو دارمی نے ۔

واخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال الرجل ممن ینظر فی الرای اشعر رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقول ابوحنیفة هو مثلة قال الرجل فانه قد روی عن ابراهیم النخعی انه قال الاشعار مثلة قال رایت وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول لک قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وتقول قال ابراهیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک وعن عبدالله بن عباس وعطاء ومجاهد ومالک بن انس انهم کانوا یقولون ما من احد الا وماخوذ من کلامه ومردود علیه الا رسول الله صلی الله علیه وسلم وبالجملة فلما مهد الفقه علی هذه القواعد لم یکن مسئلة من المسائل التی تکلم فیها من قبلهم والتی وقعت فی زمانهم الا وجدوا فیها حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحیحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشیخین او سائر الخلفاء وقضاة الامصار وفقهاء البلدان او استنباطا من عموم او ایماء او اقتضاء فیسر الله لهم العمل بالسنة علی هذا الوجه

ترجمہ اور نکالا ترمذی نے ابی السائب سے کہا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے کہ ایک شخص نے اہل رائے مین سے کہا کہ اشعار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ یہ مثلہ ہے اور کہا اوسی نے کہ بیشک مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ اونہون نے بہی اشعار کو مثلہ کہا ہے کہا راوی نے کہ دیکہا مین نے وکیع کو کہ یہ سنکر بہت ہی غضبناک ہوئے اور کہا کہ مین تجھکو کہتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم نے کہا تو اسی لائق ہے کہ قید مین ڈالا جاوے اور جب تک اپنے اس قول سے باز نہ آوے قید خانہ سے نہ نکالا جاوے اور عبداللہ ابن عباس اور عطاء اور مجاہد اور مالک ابن انس رضی اللہ عنہم کہتے تھے ایسا کوئی نہین ہے کہ جسکا قول اوس سے نکلے اور پہر اوسپر مردود نہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اونکا کوئی قول مردود نہین ہے الحاصل جب فقہ کو لوگون نے ان قواعد پر درست کیا تو کوئی مسئلہ جسمین انکے پہلے کے لوگون نے کلام کیا ہو یا انکے زمانہ مین واقع ہوا ہو ایسا نہ تہا جسمین اونہون نے کوئی حدیث متصل و مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا وہ کہ جو اعتبار کے لائق ہے یا کوئی اثر آثار شیخین یا تمامی خلیفون اور ملکون کے قاضیون اور شہرون کے فقیہون کی اونہون نے نہ پائی ہو یا کوئی استنباط جو عموم نصوص سے ہوا ہو یا ایما یا اقتضا اونکو نہ ملا ہو پس اسطرح پر اللہ تعالے نے اونکے لیے سنت پر عمل کرنا آسان کر دیا

۴۸ الاشعار ان یضرب بیمین او بیسار فی سنام البعیر بمبضع حتی یسیل الدم وقیل غیر ذلک ۱۲ مجمع البحار

۴۹ المثلة قطع الانف والاذن والمذاکیر ونحو ذلک من الاطراف ۱۲ مجمع البحار منہ

وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل
ثم اسحق بن راهويه وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شئ كثير من الاحاديث
والاثار حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمسمائة
الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل ثم انشأ الله تعالى
قرنا اخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا
لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن
هارون ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي بنى
عليها فقهاء الامصار وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث بما يستحقه كالشاذة
والفاذة من الاحاديث التي لم يرووها او طرقها التي لم يخرج من جهتها الاوائل مما فيه اتصال
او علو سند او رواية فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية

ترجمہ اور انکو نہین بڑی عظیم الشان اور روایت مین وسیع اور مراتب حدیث کے بڑے پہچاننے
والے اور فقہ مین بڑے ہی باریک بین احمد بن محمد بن حنبل اونکے بعد اسحق بن راہویہ تھے اور اسطرح
پر فقہ کا ترتیب کرنا بہت سی احادیث و آثار کے جمع کرنے پر موقوف تھا یہانتک کہ امام احمد کو پوچھے گئے
کہ لاکھ حدیث آدمی کو فتوا دینے کے لیے کافی ہے تو اونہون نے کہا کہ نہین یہانتک کہ کہا گیا پانچ لاکھ
حدیثین کافی ہین تو کہا امید رکھتا ہون مین کہ یہ اوسکے لیے کافی ہو ایسا ہی غایۃ المنتہی مین
اور مراد اونکی اس سے فتوی دینا اسی اصل پر تھا اسکے بعد اللہ تعالے نے ایک دوسرا زمانہ کو پیدا کیا
اور اوسکے لوگون نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پہلون نے حدیثون کی جمع کرنیکی محنت سے ہمکو سبکدوش کر دیا
اور فقہ کی تمہید اس اصل پر قائم کر گئے تو اونہون نے دوسرے فنون مین مثل تمیز کرنے حدیث صحیح کے
جو درمیان کبراء اہل حدیث کے مجمع علیہ ہے تفریغ شروع کی جیسے یزید بن ہارون اور یحیی بن سعید
القطان اور احمد اور اسحق اور مثل انکے اور مثل جمع کرنے اون احادیث فقہ کے جنپر ملکون کے فقہا اور شہرون کے
علماء اون نے اپنے مذاہب کی بنا ڈالی تھی اور جیسے ہر حدیث جسکی وہ مستحق ہے حکم لگانا مثل شاذہ و فاذہ کے اُن حدیثون
سے کہ جنکو اون لوگون نے روایت نکیا تھا یا اوسکے وہ طریقے جسکی تصریح اوائل نے نکی تھی وہ کہ جسمین اتصال یا علو اسناد پایا جاتا ہے
یا اسکو ایک فقیہ نے دوسرے فقیہ سے یا ایک حافظ نے دوسرے حافظ سے روایت کیا ہے اور مثل اسکے اور مطالب علمیہ کی تفریغ کر دیتے ہوئے

وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد والدارمي وابن ماجه وابو يعلى والترمذي والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي وابن عبد البر وامثالهم وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري رحمه الله تعالى وكان غرضه تجريد الاحاديث الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح فوفى بما شرط وبلغنا ان رجلا من الصالحين راى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري والامر ما نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها

ترجمہ اور یہہ لوگ بخاری اور مسلم اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور دیلمی اور ابن عبد البر رحمہم اللہ تعالی اور مثل انکی ہین اور انمین سے میرے نزدیک کشادہ ترین از روی علم کے اور نافع ترین از روی تصنیف کے اور مشہور ترین از روی ذکر کے چار شخص ہین جو باوجود با قریب قریب زمانہ مین تھے پہلے انکے ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ تعالے ہین اونکی یہہ غرض تھی کہ صحیح مشہور متصل حدیثون کو اونکی غیر سے علحدہ کرلیوین اور فقہ و سیر و تفسیر کو اون سے استنباط کرین پس اسکے لئے اونھون نے جامع صحیح تصنیف کی اور اپنی شرطون کو اونہین پورا کیا ہمکو یہہ تحقیق خبر پہونچی ہے کہ صلحاؤن مین سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اوس سے فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ محمد بن ادریس کے فقہ مین لپٹا ہے اور میری کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کون کتاب ہے تب آپ نے فرمایا کہ صحیح بخاری اور یہہ امر شہرت اور قبولیت سے ایسے مرتبہ کو پہونچ گیا ہے جسکے اوپر بیان نہین ہوسکتا۔

وثانيهم مسلم النيسابوري توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث فى موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة بلسان العرب عذرا فى الاعراض عن السنة الى غيرها وثالثهم ابو داؤد السجستانى وكان همته جمع الاحاديث التى استدل بها الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح والحسن واللين الصالح للعمل قال ابو داؤد وما ذكرت فى كتابى حديثا اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه علة بين علته بوجه يعرفه الخائض فى هذا الشان وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم وذهب اليه ذاهب لذلك صرح الغزالى وغيره بان كتابه كاف للمجتهد

ترجمہ اور دوسری انکی مسلم نیسا پوری ہیں اونہوں نے یہہ قصد کیا کہ وہ صحیح متصل مرفوع حدیثیں جو درمیان محدثین کے مجمع علیہ ہیں اور اون سے فقہ مستنبط ہوتی ہو اکٹھا کر دیجائیں اور اونہوں نے یہہ بھی ارادہ کیا کہ یہہ ایسی طور پر ہو کہ لوگوں کے ذہن سے قریب ہو اور استنباط کرنا اونسے سہل ہو جاے لیں اونہوں نے اسکو ایک نئی ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کے سب طریقوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تاکہ متنوں کے اختلاف واضح ہو جاویں اور اسانید کے افتراق وغیرہ جو کچھہ ہیں سبکی تصریح ہو جاوے اور تمامی مختلفات کو جمع کر دیا اور ان سب سے اونہوں نے اون لوگوں کے لئے جو زبان عربی جانتی ہیں سنت سے اعراض کرنیکا کوئی عذر باقی نہ رکھا اور تیسرے انکے ابو داؤد سجستانی ہیں اونکی ہمت اسپر مبذول تھی کہ اون حدیثوں کو جمع کریں جنسے فقہا استدلال کئے ہیں اور وہ اونکے درمیان دائر ہیں اور شہروں کے علماوں نے اونپر بنا احکام رکھی ہے پس اونہوں نے اسی غرض سے اپنی سنن تصنیف کی اور صحیح اور حسن اور وہ لین حدیثیں جو عمل کے لائق ہیں سبکو اوسمین جمع کیا اور خود ابو داؤد نے کہا ہے کہ میں نے اپنی اس کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں ذکر کی ہے جسکے ترک پر لوگوں نے اجماع کیا ہو اور جو اوسمیں ضعیف ہے اوسکی ضعف کی تصریح کر دی اور جسمیں علت تھی اوسکی علت کو بھی ایسی طور پر بیان کر دیا ہے جسکو اس فن میں خوض کرنیوالا بخوبی پہچان لے سکتا ہے اور ہر حدیث کا ترجمہ اون مضامین سے کیا ہے جسکا کسی عالم نے استنباط کیا ہو اور اوسکی طرف کوئی جانیوالا گیا ہو اسلئے غزالی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بينا وما ابهما
وطريقة ابي داؤد حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليها
بيان مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق
الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومأ الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن
او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى
من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية فلم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغن للمقلد وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك
وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه
بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث النبي صلى الله عليه وسلم والرفع اليه

ترجمہ اور چوتھے اُنکے ابو عیسی ترمذی ہین اونہون نے طریقہ شیخین کو اس حیثیت سے کہ اونہون نے دونون نے
بیان کیا اور مبہم نہ چھوڑا اور طریقہ ابی داؤد کو اس حیثیت سے کہ انہون نے تمامی مذاہب کو جمع کیا تھا پسند کیا
اور اپنی کتاب مین ان دونون طریقون کو جمع کردیا اور اسپر بیان مذاہب صحابہ اور تابعین اور فقہاء
امصار کو زیادہ کیا پس اونہون نے اپنی کتاب کو ایک جامع کتاب بنایا اور طرق حدیث کو اختصار
لطیف کے ساتھ مختصر کیا اور اوسکی ایک یا اس سے زیادہ طریقہ کو ذکر کیا اور ہر حدیث کے اس امر کو
کہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یا منکر ان سب امرونکو بھی بیان کیا اور وجہ ضعف کو بھی بیان کیا تاکہ اوسکے
طالب کو اس سے بھی بصیرت ہوجاے اور اون حدیثون کو جو اعتبار کے لائق ہے اور اونکو جو اعتبار کے لائق
نہین ہے پہچانکر تمیز کرلی اور یہہ بھی ذکر کیا کہ یہہ حدیث مشہور ہے یا غریب اور صحابہ اور ملکون کے فقہاء کے
مذاہب کو بھی ذکر کیا اور جسکی نام لینے کی حاجت تھی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت بیان کرنیکی ضرورت
تھی اوسکی کنیت ذکر کی پس علماء کے لئے کوئی پوشیدگی نہ چھوڑی اسیواسطے کہا گیا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیے کافی
اور مقلد کیواسطے مغنی ہے اور مقابل اُنکے مالک و سفیان کے زمانہ مین اور انکے بعد بھی ایک ایسی قوم کے لوگ تھے کہ جو
مسائل کو مکروہ نہ جانتے اور فتوی دینے مین کچھ خوف نکرتے اور کہتے تھے کہ فقہ پر دین کی بنا ہے لہذا اسکا شائع کرنا
ضرور ہے اور پیغمبر کی حدیثونکو روایت کرنے اور اوسکو آنحضرت تک پہچانے مین وہ خوف کرتے تھے

حتی قال الشعبی ما حدثت من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ او
نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراهیم اقول قال عبد اللہ
وقال علقمۃ احب الینا وکان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تربد وجهه وقال هکذا او نحوه وقال عمر رض حین بعث رهطا من الانصار الی الکوفۃ
انکم تاتون الکوفۃ فتاتون قوما لهم ازیز بالقرآن فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد قدم
اصحاب محمد فیاتونکم فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ابن عون کان الشعبی اذا جاءه شیء اتقی وکان ابراهیم یقول ویقول ویقول اخرج هذه الآثار الدارمی
فوقع تدوین الحدیث والفقہ والمسائل من حاجتهم بموقع من جهۃ اخری وذلک انه لم یکن عندهم من
الاحادیث والآثار ما یقدرون بہ علی استنباط الفقہ علی الاصول التی اختارها اهل الحدیث
ولم تنشرح صدورهم للنظر فی اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم
فی ذلک یہاں تک کہ شعبی نے یہ کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگوں تک سلسلہ روایت پہونچانا
میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ آنحضرت تک پہونچایا جاوے کیونکہ اگر اسمین کچھ زیادتی وکمی ہوگی
تو وہ انہیں لوگوں پر ہوگی جو آنحضرت کے بعد ہین اور کہا ابراہیم نے کہا عبد اللہ نے اور کہا علقمہ نے کہنا ہمارے
نزدیک پسندیدہ تر ہے اس سے کہ کہا رسول اللہ نے کہا جاوے اور ابن مسعود رض جب رسول اللہ صلعم سے کوئی
روایت کرتے تھے تو مارے ہیبت کے اونکا چہرہ متغیر ہوجاتا اور وہ کہتے ایسا اور مانند اسکے اور ایسا اور مثل اسکے
رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور عمر رض نے جب انصار کے ایک جماعت کو کوفہ کی طرف بھیجا تو اونسے یہ کہدیا کہ دیکھو
تم لوگ کوفہ جاتے ہو وہان تم ایک ایسی قوم کے پاس آوگے جو غنغناہٹ سے وہ قرآن پڑھتے ہونگے اور تمہارا
ذکر کرتے ہونگے کہ محمد کے صحابی آئے تمہارے پاس آوینگے اور تمسے آنحضرت صلعم کی حدیثین پوچھینگے تو تم اونسے آنحضرت
کی حدیثین بہت ہی کم روایت کیجیو اور کہا ابن عون نے شعبی کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ اوسکے جواب سے
اپنے کو بچا لیتے اور ابراہیم کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ کہتے کہ فلانے یون کہتے ہین اور فلانے یون کہتے ہین
نکالا ان سب آثار کو دارمی نے پس واقع ہوئی تدوین حدیث اور فقہ اور اون مسائل کی جنکی انکو حاجت تھی
دوسری وجہ سے ایک اور موقع مین اور یہ ایسے ہوا کہ چونکہ اونکے پاس وہ حدیثین وآثار نہ تھے جس سے استنباط فقہ
کر اوس اصول کے موافق جسکو اہل حدیث نے اختیار کیا تھا قادر ہوتے اور شہرون کے علماؤن کے قولون کے جمع

وکانوا اعتقدوا فی ائمتہم انہم فی الدرجۃ العلیا من التحقیق وکان قلوبہم امیل شئ الی اصحابہم وکل میسر لما خلق لہ کما قال علقمۃ ہل احد منہم اثبت من عبد اللہ وقال ابو حنیفۃ ابراہیم افقہ من سالم ولولا فضل الصحبۃ لقلت علقمۃ افقہ من ابن عمرؓ وکان عندہم من الفطانۃ والحدس وسرعۃ انتقال الذہن من شئ الی شئ ما یقدرون بہ علی تخریج جواب لمسایل علی اقوال اصحابہم وکل میسر لما خلق لہ وکل حزب بما لدیہم فرحون فمہدوا الفقہ علی قاعدۃ التخریج وذلک ان یحفظ کل احد کتاب من ہو لسان اصحابہ واعرفہم باقوال القوم واصحہم نظرا فی الترجیح فیتامل فی کلہ مسئلۃ وجہ الحکم فکلما سئل عن شئ او احتاج الی شئ رائ فیما یحفظ من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب فیہا والا نظر الی عموم کلامہم فاجرہ علی ہذہ الصورۃ او اشارۃ ضمنیۃ لکلام فاستنبط منہا

ترجمہ اور اپنے اماموں کو وہ تحقیق کے بہت ہی بڑے درجہ میں پہونچا ہوا اعتقاد کرتے تھے اور اونکا دل اپنے اصحاب کی جانب بہت ہی مائل تہا اور ہر شخص جسکے لیے وہ مخلوق ہوا ہی وہی اوسکے لیے آسان بہی کیا جاتا کرتا ہی جیسا کہ علقمہ نے کہا کہ کیا کوئی عبد اللہ سے بہی بڑھکر ثابت تر ہی اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم سالم سے زیادہ فقہ جانتے ہین اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو بیشک مین کہتا کہ علقمہ ابن عمرؓ سے زیادہ فقہ جانتے ہین اور اُن لوگونکو ملکہ فطانۃ اور حدس اور ایک شے سے ایک شے کیطرف سرعت انتقال ذہن وغیرہ وہ سب امور اونکو حاصل تھے جنسے وہ لوگ ہر مسئلون کے جواب مین اپنے اصحاب کے اقوال کے موافق تخریج پر قادر ہو جاتے تھے اور ہر شخص جسکے لیے مخلوق ہوا ہی وہ اوسکے لیے آسان کر دیا جاتا ہی اور ہر جماعت کے لوگ جو کچھ اونکے پاس ہے اوسمین خوش ہین پس سبب اسکے اونلوگون نے فقہ کو تخریج کی قاعدون پر درست کیا اور یہ اسطور پر ہوا کہ اون مین سے ہر شخص اُسکی کتاب کو حفظ کرتا تھا جو اونکی اصحاب کی زبان اور اوس قوم کے اقوال کا خوب جاننے والا اور ترجیح مین بڑا ہی صحیح النظر تھا پس تامل کرتا تھا ہر مسئلہ مین وجہ حکم کو اور جب جب کسی شے سے سوال کیا جاتا یا کسی شے کا محتاج ہوتا تو جو اُسنے اپنے اصحاب کی تصریحات سے حفظ کیا تھا اوسمین نظر کرتا پس اگر اوسکا جواب اوسمین پاتا تو اُسکو بہتر جانتا اور نہین تو اونکے عموم کلام مین نظر کرتا اور اوسکو اوسی صورت پر جاری کرتا اور اگر اوسمین کسی کلام کے لیے ضمنی اشارہ پاتا تو اوس سے اپنا جواب استنباط کر لیتا

لہ بما لدیہم قال ہر حق التعامل ۲۳ منہ

لہ بعض نسخہ بہت ۱۲ منہ

وربما كان البعض لكلام ايماء واقتضاء يفهم المقصود وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم المصرح به بالتخريج او باليسر والحذف فاذا ردوا حكمه على غير المصرح به وربما كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس الاقتراني والشرطي انتجا جواب المسئلة وربما كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون بتحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط مبهمه وتميز مشكله وربما كان كلامهم محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب فلان كذا او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون في المذهب

ترجمہ اور کبھی بعض کلام کے لیے اگر ایما اور اقتضا ہوتا تو اوسی سے اپنا مقصد بوجھ لیتا اور کبھی اوس مسئلہ کی جسکی تصریح اوسکو منظور ہوتی نظیر ہوتی تو اوسکو اوسپر حمل کر دیتا اور کبھی نظر کرتے وہ لوگ علت اوس حکم مین جسکی تصریح اونکو منظور ہوتی تخریج یا یسر یا حذف کے ساتھہ پس جب دیکھتے وہ لوگ اوسکو تو حکم کرتے اوسکا اوپر غیر مصرح بہ کے اور کبھی اونکو ایسے دو کلام ملتے کہ اگر وہ دونون بہیئت قیاس اقترانی اور شرطی کی جمع کے جاے تو اون دونون کا نتیجہ وہی جواب مسئلہ کا ہو جاتا اور کبھی اونکے کلام مین وہ امر ہوتا کہ مثال اور قسمت سے تو وہ معلوم ہو جاتا مگر حد جامع مانع سے غیر مفہوم رہتا تو اوسکے لیے وہ اہل لسان کیطرف رجوع لاتے اور اوسکی تحصیل ذاتیات اور ترتیب جامع مانع وضبط مبہمات اور تمیز مشکلات مین تکلف کرتے اور کبھی اونکا کلام دو وجہ کو محتمل ہوتا تو وہ لوگ ان دونون محتملون مین سے ایک کی ترجیح مین نظر کرتے اور کبھی مسائل کی تقریب دلائل خفیہ ہوتین تو اونکو وہ لوگ بیان کرتے اور کبھی بعض مخرجین اپنے ائمہ کے فعل سکوت وغیرہ سے بھی استدلال کرتے اور یہی تخریج ہے اور اسکو القول المخرج لفلان کذا اور علی مذہب فلان کذا یا علی اصل فلان یا علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا بھی کہتے ہین اور یہ لوگ مجتہد فی المذہب کہے جاتے ہین۔

وعنی ہذا الاجتہاد . علی ہذا الاصل من قال من حفظ المبسوط کان مجتہدا ای
وان لم یکن لہ علم بالروایۃ اصلا ولا بحدیث واحد فوقع التخریج فی کل مذہب
مذہب وکثر فای مذہب کان اصحابہ مشہورین ووسد الیہم القضاء والافتاء واشتہر
تصانیفہم فی الناس ودرسوا درسا ظاہرا انتشر فی اقطار الارض ولم یزل
ینتشر کل حین وای مذہب کان اصحابہ خاملین ولم یولوا القضاء والافتاء
ولم یرغب فیہم الناس اندرس بعد حین واعلم ان التخریج علی کلام الفقہاء
وتتبع لفظ الحدیث لکل منہما اصل اصیل فی الدین ولم یزل المحققون من العلماء
فی عصر یاخذون بہما فمنہم من یقل من ذا ویکثر من ذلک ومنہم من یکثر من ذا
ویقل من ذلک فلا ینبغی ان یہمل امر واحد منہما بالمرۃ کما یفعلہ عامۃ الفریقین
وانما الحق البحث ان یطابق احدہما بالآخر وان یجبر خلل کل بالآخر وذلک
قول الحسن البصری سنتکم واللہ الذی لا الہ الا ہو بینہما بین الغالی والجافی

ترجمہ اور یہی اجتہاد اس اصل پر مراد لیا ہے اوس شخص نے جسنے یہ کہا ہے کہ جو مبسوط کو حفظ کرلے
وہ مجتہد ہو جائے یعنے اگرچہ اوسکو علم روایت کا کچھ بھی اور ایک حدیث کا بھی علم نہو پس بکثرت
واقع ہوئی تخریج ہر ہر مذہب مین پھر جس مذہب کے لوگ مشہور اور قاضی و مفتی ہوئے اور انکی
تصانیف لوگونمین مشتہر ہوئین اور لوگون نے ظاہر ظاہر اونکی درس و تدریس جاری رکھی وہ مذہب تمام
زمین مین پھیلگیا اور برابر بڑھتا ہی گیا اور جس مذہب کے لوگ غیر معروف تھے اور وہ قاضی و مفتی بھی
نہوئے اور لوگونکے اونمین رغبت بھی نہ کی وہ چند ہی روز کے بعد مٹ گیا ۔ اور جان تو فقہاء کے کلام کی
تخریج کرنا اور حدیث کے ہر ہر لفظ کی تتبع کرنی دین مین اصل اصیل ہے اور برابر ہر زمانہ مین علماء محققین
ان دونون کے ساتھ اخذ کرتے رہے پس بعض نے اس سے کم کیا اور اوس سے زیادہ اور بعض نے
اس سے زیادہ کیا اور اوس سے کم پس مناسب نہین کہ ان دونون مین سے کوئی امر بالکل ہی چھوڑ دیا جا جیسا کہ
عامہ فریقین کرتے ہین اور حق محض یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مطابق کیا جاوے اور ایک کا جبر
نقصان دوسرے سے کیا جاوے اور اسی معنی مین حسن بصری رح کا یہ قول ہے کہ قسم ہے اوس خدا کی
جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین کہ تم لوگون کا طریقہ ان دونون یعنے غالی اور جافی کے درمیان ہے

فمن كان من اهل الحديث ينبغي ان يعرض ما اختاره وذهب اليه على راى المجتهدين من التابعين ومن بعدهم ومن كان من اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن ان يقول برائه فيما فيه حديث او اثر بقدر الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في القواعد التي احكمها اصحابه وليست مما نص عليه الشارع فيرد به حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى شائبة الارسال والانقطاع كما فعله ابن حزم رد حديث تحريم المعازف لشائبة الانقطاع في البخاري على انه في نفسه متصل صحيح فان مثله انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم فلان احفظ لحديث فلان من غيره فيرجحون حديثا على حديث غيره لذلك وان كان في الآخر الف وجه من الرجحان وكان اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى برؤس المعاني دون الاعتبارات التي يعرفها المتعمقون من اهل العربية فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم كلمة وتاخيرها ونحوها من التعمق

ترجمہ پس جو شخص اہل حدیث سے ہے اوسکو مناسب ہی کہ اپنے مذہب مختار کو مجتہدین تابعین و تبع تابعین وغیرہ کی راے پر پیش کرے اور جو اہل تخریج سے ہو اوسکو مناسب ہی کہ آثار و سنن کی تحصیل کرے تاکہ اوسکے صریح مخالفت سے بچے اور جسمین حدیث و اثر وارد ہین حتے المقدور اوسمین راے زنی کرنے سے بہی بچا رہے اور محدث کو یہ مناسب نہین ہی کہ اون قواعد مین جنکو اوسکے اصحاب نے محکم کیا ہی اور اوسمین شارع کی جانب سے کوئی نص نہین ہی تعمق کرکے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو رد کردیا کرے مثلاً جس حدیث مین ادنی شائبہ ارسال اور انقطاع کا پایا جاوے اوسکو رد کرے جیسے ابن حزم نے حدیث تحریم معازف کو باعث ادنی شائبہ انقطاع کے جو بخاری مین ہی رد کردیا باوجودیکہ وہ حدیث فی نفسہ متصل صحیح ہی کیونکہ سوا اسکے نہین کہ پہیری جاتی ہی حدیث طرف اوسکے بوقت تعارض کے اور جیسے اون لوگون کا یہ کہنا کہ فلانا فلانے کی حدیث کا بڑا حافظ ہی پس اس سبب سے اوسکی حدیث کو دوسرے کی حدیث پر وہ لوگ ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزارون وجہ رجحان کی پائی جائین اور جمہور راویونکا اہتمام روایت بالمعنی میں اصل معانی کے ساتھ ہوا کرتا تھا نہ اون اعتبارات کے ساتھ جنکو متعمق اہل عربیت اعتبار کرتے ہین پس اونلوگونکا مثل فا اور واو اور تقدیم و تاخیر کلمہ وغیرہ سے استدلال کرنا یہ سب تعمق و تکلف مین

اہل حدیث کو مناسب ہی

اہل تخریج کو مناسب ہی

محدث کو مناسب نہین

وكثيرا ما يعبر الراوي للآخر عن تلك القصة فيأتي مكان ذلك الحرف بحرف آخر و
الحق ان كل ما يأتي به الراوي فظاهره انه كلام النبي صلى الله عليه وسلم فان
ظهر له حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه ولا ينبغي للمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج
مناط او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه اهل الوجوه وتتعارض الآراء ولو
ان اصحابه سئلوا عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير لمانع
وربما ذكروا علة غير ما خرجه هو وانما جاز التخريج لانه في الحقيقة من تقليد
المجتهد ولا يتم الا فيما يفهم من كلامه ولا ينبغي ان يرد حديثا او اثرا تطابق
عليه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه كرد حديث المصراة وكاسقاط
سهم ذوي القربى فان رعاية الحديث اوجب من رعاية تلك القاعدة المخرجة

ترجمہ اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ راوی دوسرے کے لیے اس قصہ سے تعبیر کرتا ہے پس اُس
حرف کی جگہہ دوسرے حرف کو لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ راوی لاتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ کلام
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پھر اوسکے لیے اگر کوئی دوسری حدیث یا کوئی دوسری
دلیل ظاہر ہو تو البتہ اودہر رجوع لاتا ہے اور مخرج کو یہ نہین لائق ہے کہ ایسے قول کو
تخریج کرے جو اوسکے اصحاب کے نفس کلام کو نہ مفید ہو اور نہ ایسے کہ اہل عرف اور
علماء باللغۃ اوسکو نہ سمجھین اور نہ ایسے کہ اوسکی بناء تخریج اور مناط یا حمل نظیر مسئلہ ایسے
وجوہ مختلفہ اور آراء متعارضہ پر ہو کہ اگر اصحاب اونکے ان مسئلون سے پوچھے جاتے
تو اکثر اوقات کسی مانع کے سبب سے نظیر کو نظیر پر نہ حمل کرتے اور کبھی اونکے اس تخریج کے
سوا دوسری ہی علت ذکر کرتے اور تخریج اسلیے جایز ہے کہ درحقیقت وہ تقلید مجتہد ہے اور یہ بات پوری
نہین ہوسکتی مگر اوسمین جسمین اونکا کلام سمجھا جاوے - اور یہ مناسب نہین کہ کسی حدیث
یا ایسے اثر کو جسپر تمامی قوم متفق ہوا ہے یا کسی اپنے اصحاب کے نکالے ہوئے قاعدہ
کے لیے رد کر دیوے جیسے حدیث مصراۃ کا رد کرنا یا ذوی القربیٰ کے حصہ کا ساقط کر دینا
کیونکہ حدیث کی رعایت کرنا واجب تر ہے اپنے اس نکالے ہوئے قاعدے کی رعایت سے

والى هذا المعنى اشار الشافعي رحمه الله عليه حيث قال مهما قلت من قول او اصلت
من اصل فبلغكم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قاله
صلى الله عليه وسلم ومن شؤن هذا ما نحن فيه ما صدر به الامام ابو سليمان الخطابي كتابه
معالم السنن حيث قال رأيت اهل العلم فى زماننا قد حصلوا حزبين وانقسموا
الى فرقتين اصحاب حديث واثر واهل فقه ونظر وكل واحدة منهما لا تتميز عن
اختها فى الحاجة ولا يستغني عنها فى دراك ما نحوه من البغية والارادة لان الحديث
بمنزلة الاساس الذى هو الاصل والفقه بمنزلة البناء الذى هو له كالفرع وكل بناء
لم يوضع على قاعدة اساس فهو منهدم وكل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر وخراب ووجدت
هذين الفريقين على ما بينهم من التداني فى المحلين والتقارب فى المنزلتين وعموم الحاجة من
بعضهم الى بعض وشمول الفاقة اللازمة لكل منهم الى صاحبه اخوانا
متهاجرين على سبيل الحق بلزوم التناصر والتعاون غير متظاهرين

ترجمہ اور اسی معانی کی طرف امام شافعی رح نے اشارہ کیا ہے جہان یہ کہا ہے کہ کہین جب
مین کبھی کوئی قول کہون یا کوئی اصل بیان کرون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
خلاف میرے قول کے پہونچے تو وہی قول معتبر ہے جسکو رسول نے فرمایا ہے - اور
جسکے ہم درپے ہین اوسکے شواہد سے وہ ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب
معالم السنن کو شروع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ مین نے اپنے زمانہ کے لوگون کو دیکھا کہ وہ دو قسم
پر ہوگئے ایک فرقہ اہل حدیث واثر اور دوسرا اہل فقہ ونظر اور ان دونون مین سے
اپنے حاجات ومقاصد وارادات ومطالب مین کوئی دوسرے سے ممیز نہین ہوتا کیونکہ حدیث
بمنزلہ اساس واصل کے ہے اور فقہ بمنزلہ اوس بناء کے ہے جو اوسی اصل پر بنائی گئی
ہے اور جو بناء کہ اپنے قاعدہ اساس بنیاد پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہے اور جو بنیاد
کہ بناء وعمارت سے خالی ہے وہ اوجاڑ خراب ہے اور ان دونون فرقون
مین باوجودیکہ اسقدر قربت ولگاؤ ہے کہ گویا دونون باخود باہم بھائی ہین مگر تو
بھی ان دونون کو ایک دوسرے سے پھرا ہوا اور عداوت ودشمنی کرتے ہوئی دیکھا

فاما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر فان الاكثرين منهم انما كدهم الروايات وجمع الطرق وطلب الغريب الشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون المعاني ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من سقيمه ولا يعرفون جيده من رديه ولا يعبؤن بما بلغهم منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم التي ينتحلونها ووافق آرائهم التي يعتقدونها وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم وتعاورته الالسن فيما بينهم من غير ثبت فيه او يقين علم به فكان ذلك ضلة من الرأي وغبنا فيه

ترجمہ پس یہ طبقہ اہل حدیث واثر کا انکی اکثر کوشش وہمت روایات وطرق کے جمع کرنے اور اون غریب اور شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہے جنمین اکثر موضوع یا مقلوب ہین نہ تو یہ لوگ متون کی رعایت کرتے ہین اور نہ معانی سمجھتے ہین اور نہ اسکے سر کو استنباط کرتے ہین اور نہ اوسکے چھپے ہوئے بھیدون اور فقہ کے نکالنے کی فکر کرتے ہین اور کبھی فقہاؤن پر عیب لگاتے اور اون پر طعن کرتے ہین اور یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ لوگ سنت کے خلاف کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر وہ لوگ علم دیے گئے اوس سے یہ قاصر ہین اور اونکو برا کہکر یہ خود گنہگار ہوتے ہین اور دوسرا طبقہ جو اہل فقہ ونظر کا ہے پس اکثر اوسکی حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم اور اوسکے صحیح کو سقیم سے اور جید کو ردی سے پہچان کر تمیز نہین کر سکتے اور جو انکو اونکے مذہب کے مطابق پہونچا ہے یا اسکے مطابق جسکو اونہون نے اختیار کیا ہے یا جن آرا کو وہ معتقد ہین اوس سے اپنے خصم پر حجت قائم کرنے مین کچھ پروا نہین کرتے اور جب اونمین کوئی خبر ضعیف یا حدیث منقطع مشہور ہوجاتی ہے تو اوسکے قبول کرنیکے لیے بہت سے مقامات پر انہین ان لوگون نے اصطلاح مقرر کرلی ہے اور بدون ثبوت اور اوسکے علم یقینی کے اوسکو مونہا مونہہ کرکے آپسمین مشہور کردیتے ہین پس یہ بمنزلہ رائے زنی اور غبن فیہ کے ہے ۔

وهؤلاء وفقنا الله وایاهم لو حکی لهم عن واحد من رؤساء مذاهبهم وزعمائهم بخلاف قول له باجتهاده من قبل نفسه طلبوا فیه الثقة واشترطوا الحجة فتجد اصحاب مالك لا یعتمدون فی مذهبه الا ما کان من روایة ابن القاسم والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه فاذا جاءت روایة عبد الله بن عبد الحکم واضرابه لم یکن عندهم طائلا وتری اصحاب ابی حنیفة لا یقبلون من الروایة عنه الا ما حکاه ابو یوسف ومحمد بن الحسن والعلیة من اصحابه والاجلة من تلامذته فان جاءهم عن الحسن ابن زیاد اللؤلؤی ودونه روایة قول بخلافه لم یقبلوه ولم یعتمدوه وکذلك تجد اصحاب الشافعی انما یعولون فی مذهبه علی روایة المزنی والربیع بن سلیمان المرادی فاذا جاءت روایة حرملة والبختری وامثالهما لم یلتفتوا الیها ولم یعتمدوا بها فی اقاویله علی هذا عادة کل فرقة من العلماء فی احکام مذاهب ائمتهم واستاذیهم

ترجمة اور یہ لوگ اللہ تعالے انکو اور ہمکو توفیق دے اگر انکے لیے انکے رؤساء مذہب یا معتمدین میں کے جانب سے کوئی اونکا قول جو اونہون نے خود اپنے اجتہاد سے نکالا ہو حکایت کیا جاوے تو اوسکے لیے یہ لوگ ثقہ کو طلب کرتے اور اوسکے اعتماد و ثبوت کی جانچ کرتے ہین چنانچہ ہم اصحاب مالک کو پاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب مین اعتماد نہین کرتے مگر اونہین روایتون کو جو ابن القاسم اور اشہب وغیرہما اونکے عقلاء اصحاب سے منقول ہو اسلیے جب کوئی روایت عبد اللہ بن الحکم وغیرہ سے آتی ہو تو وہ اونکے نزدیک معتمد نہین ٹھہرتے اور اصحاب ابی حنیفہ کو تم دیکھتے ہو کہ اونسے کسی روایت کو قبول نہین کرتے مگر اوسیکو جسکو ابو یوسف و محمد بن الحسن و علیہ وغیرہ اونکے اصحاب اور بزرگ شاگردون نے روایت کیا ہو اور اگر انکے پاس کوئی روایت حسن بن زیاد لولوی اور ایسے کم رتبہ کے راویونکا کوئی قول بخلاف اسکے منقول ہوتا ہے تو اوسکو یہ لوگ نہ قبول کرتے ہین اور نہ معتمد جانتے ہین اور اسیطرح ہم اصحاب شافعی کو دیکھتے ہین کہ اپنے مذہب مین مزنی اور ربیع بن سلیمان کی روایت کی حریص ہین اسلیے جب اونکے پاس حرملہ اور بختری اور انکی مثل لوگونکی روایت آتی ہو تو اوسکیطرف کچھ التفات نہین کرتے اور اسکے ساتھ اونکی قولون کو بھی معتبر نہین سمجھتے اور اسیطور یہ عادت ہر فرقہ کے علما اونکے ائمہ اور استادون کے احکام مذاہب مین جاری ہے۔

فاذا كان هذا دابهم وكانوا لا يقنعون في امر هذا الفروع وروايتها عن هؤلاء الشيوخ الا بالوثقة والثبت فكيف يجوز لهم ان يتساهلوا في الامر الاهم والخطب الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب حكمه اللازمة طاعته الذي يجب علينا التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث لا نجد في انفسنا حرجا مما قضاه ولا في صدورنا غلا من شيء ابرمه وامضاه ارايتم اذا كان للرجل ان يتساهل في امر نفسه ويسامح غرمائه في حقه فياخذ منهم الزيف ويغضي لهم من العيب هل يجوز لهم ان يفعل ذلك في حق غيره اذا كان نائبا عنه كولي الضعيف ووصي اليتيم ووكيل الغائب وهل يكون له ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد واخفاء للذمة فهذا هو ذلك اما عيان حس واما عيان مثل ولكن اقواما عساهم استوعروا طريق الحق واستطالوا المدة في درك الحظ واحبوا عجالة النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على نتف وحروف منتزعة من معاني اصول الفقه

ترجمہ پس جبکہ اونکا یہ حال ہے کہ ان فروع مین لیے ایسے شیوخ کی روایت کا اعتبار بدون اعتماد وتثبیت کی نہین کرتے تو امر اہم و معاملہ ہائے عظیمہ مین تساہل کرنے کو کیونکر جائز رکھینگے اور روایت ونقل کو امام الائمہ و رسول رب العزۃ کے کیونکر حوالہ کرینگے جنکا حکم لازم اور اونکے حکم وطاعت کی تسلیم اور اونکی امر کی فرمانبرداری اسطور پر ہم پر واجب ہر کہ جو اونہون نے فیصلہ کردیا اوس سے ہم اپنے دلونمین کچھہ تنگی اور جو امر اونہون نے مستحکم وجاری کردیا اوس سے اپنے سینونمین کچھہ میل نہ پاوین تبلاؤ تو بھلا کوئی شخص اگر اپنے بارہ مین تساہل اور اپنے قرضدارون کے حق مین تسامح کرکے اونسے کھوٹا روپیہ لیکر اونکا معاملہ چکادے تو کیا جب یہ کسی غیر کا نائب مثلاً کسی ضعیف کا ولی اور یتیم کا وصی اور غائب کا وکیل ہو تو اوس غیر کے حق مین بھی اوسے یہ کرنا جائز ہوگا ہرگز نہین بلکہ اسوقت اوسکا یہ کرنا بجز اپنے عہدہ مین خیانت کرنے اور ذمہ کے چھپانے کے اور کچھہ نہوگا پس اسیطرح سے یہ بھی ہر یا اعیان حس یا اعیان مثل لیکن بہت سی قومون نے طریق حق کو دشوار سمجھا اور درک خط کی مدت کو بہت طول جانا اور اپنے حصول مراد مین جلدی کو دوست رکھا پس طریق علم کو مختصر کر ڈالا اور چند بال اوکھیڑ لینے اور معانی اصول فقہ سے چند حروف نکال لینے پر اقتصار کیا۔

وسموها عللا وجعلوها شعارا لانفسهم فی التوسم برسم العلم واتخذوها جنة
عند لقاء خصومهم ونصبوها دریئة للخوض والجدال یتناظرون بها و
یتلاطمون علیها وعند التصادر عنها قد حکم للغالب بالحذق والتبریز
فهو الفقیه المذکور فی عصره والرئیس المعظم فی بلده ومصره هذا وقد دس
لهم الشیطان حیلة لطیفة وبلغ منهم مکیدة بلیغة فقال لهم هذا الذی فی ایدیکم
علم قصیر وبضاعة مزجاة لا تفی بمبلغ الحاجة والکفایة فاستعینوا علیه بالکلام و
تصلوه بمقطعات منه واستظهروا باصول المتکلمین یتسع للمرء مذهب الخوض
ومجال النظر فصدق فی علیهم ابلیس ظنه واطاعه کثیر منهم واتبعوه الا فریقا
من المؤمنین فیا للرجال والعقول این یذهب بهم وانی یخدعهم الشیطان
عن حظهم وموضع رشدهم والله المستعان انتهی کلام الخطابی رحمه الله

ترجمہ اور اونکا نام علل رکھا اور اپنے اوپر رسوم و نشان علم کے ٹھہرانے کے لیے اوسکو شعار اور
علامت مقرر کیا اور اپنے دشمنون سے لڑنے مین اوسکو ڈہال بنایا اور خوض و جدال کی دفع کیلیے
اوسکو ورد مقرر کیا اوسی سے وہ باخودہا مناظرہ کرتے تھے اُسی پر ایک دوسرے کو طمانچہ مارتے
اور اسکے صادر ہونے کے وقت جو اسمین غالب ہوتا اوسکو ماہر اور عزیز الوجود خیال کرتے اور
وہی اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا کرتا وہ اسی حالت مین تھے کہ
چپکے سے شیطان نے انہین اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی اور اونے ایک بڑا داو کھیلا پس اونسے یہ کہا
کہ یہ علم جو تمہارے پاس ہی ایسا چھوٹا اور یہ پونجی ایسی کھوٹی ہی کہ حاجت روائی کے لیے کامل
و کافی نہین ہے تب علم کلام سے اونہون نے مدد چاہی اور اوسکے ٹکڑون سے پیوند ڈھونڈھا
اور اصول متکلمین سے پشت پناہی چاہنے لگے تاکہ لوگون کے لیے خوض کی راہین مع مجال
نظر کی کشادہ ہو جائین پس اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر ٹھیک بٹھا
دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی مگر مسلمانون کا ایک فرقہ اس بلا سے
بچ گیا ہاے افسوس یہ لوگ اپنی عقل لیے ہوئے کہان چلے جاتے ہین اور شیطان انکو اونکے
اچھے حصے و مقامات ارشاد سے کہان بھٹکائے پھرتا ہی اب تو اللہ ہی پر بھروسا اور سہارا ہی تمام ہوا کلام

حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبیان سبب الاختلاف بین الاوائل والاواخر فی الانتساب الی مذہب من المذاہب وعدمہ وبیان سبب الاختلاف بین العلماء فی کونہم من اہل الاجتہاد المطلق او اہل الاجتہاد فی المذہب والفرق بین ہاتین المنزلتین واعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجمعین علی التقلید لمذہب واحد بعینہ قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ فی کل شیٔ والتفقہ علی مذہبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتہی بل کان الناس علی درجتین العلماء والعامۃ وکان من خبر العامۃ انہم کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیہا بین المسلمین او بین جمہور المجتہدین لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل واحکام الصلوۃ والزکوۃ ونحو ذلک من ابائہم او معلمی بلدانہم فیمشون علی ذلک

ترجمہ حکایت حال اون لوگونکا جو چوتھی صدی کے پہلے تھے اور بیان سبب اختلاف درمیان اوائل اور اواخر کے انتساب اور عدم انتساب مین کسی ایک مذہب کے ان مذاہب مین سے اور بیان سبب اختلاف درمیان علماء کے اونکے اہل اجتہاد مطلق اور اہل اجتہاد فی المذہب ہونے کے اور ان دونون کے فرق کے بیان مین جانتو اسبات کو کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ کسی ایک مذہب معین کے تقلید پر مجتمع نہ تھے ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ یہ کتب اور مجموعات سب نو پیدا ہین اور لوگونکے قول کے مطابق کہنا اور کسی ایک شخص معین کے مذہب کے موافق فتوا دینا اور اوسکے قول کو ہر شی مین اخذ کرنا اور حکایت کرنا اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا پہلے اور دوسرے قرن کے لوگون مین کچھ نہ تھا بلکہ لوگ دو طور پر تھے ایک علماء اور ایک عامہ عوام کی تو یہ حالت تھی کہ وہ ان مسائل اجماعیہ مین جسمین درمیان مسلمانون یا درمیان جمہور مجتہدین کے اختلاف نہین ہی بجز صاحب شرع کے کسیکی تقلید نکرتے تھے اور صفت وضو اور غسل اور احکام صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ کو اپنے باپ دادون اور شہر کے معلمون سے سیکھکر اوسی کی حمایت کرتے

واذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها اى مفتى وجدوا من غير تعيين مذهب قال ابن الهمام فى الاخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا انتهى واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم من امعن فى تتبع الكتاب والسنة والاثار حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل ملكة ان ينتصب مفتيا فى الناس يجيبهم فى الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه اكثر مما يتوقف فيه ويختص باسم المجتهد وهذا الاستعداد يحصل تارة باستفراغ الجهد فى جمع الروايات فانه ورد كثير من الاحكام فى الاحاديث وكثير منهما فى اثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفته مواقع الكلام وصاحب العلم بالاثار من معرفة طرق الجمع بين المختلفين وترتيب الدلائل ونحو ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه

ترجمہ اور جب اونکو کوئی واقعہ نادرہ پیش آتا تو جس مفتی کو پاتے بدون تعین کسی مذہب کے اوسی سے فتوا پوچھہ لیتے تھے ابن ہمام نے اپنی کتاب تحریر کے آخر مین لکھا ہی کہ وہ لوگ کبھی ایک سے اور کبھی اوسکے غیر سے استفتا کیا کرتے اور بدون التزام اور تعین کسی خاص مفتی کے فتوا پوچھا کرتے تھے اور لیکن علماء پس وہ دو طرح پر تھے ایک وہ جنھون نے تتبع کتاب اور سنت اور آثار مین اسقدر غور کیا جس سے اونکو ساتھ قوت قریبہ کے فعل سے ایسا ملکہ ہو گیا جس سے وہ لوگون مین مفتی قائم ہونے کے لائق ہو گئے اور اکثر وقائع مین اونکو جواب دینے لگے اور جواب باصواب دینے مین وہ ایسے مشاق ہو گئے کہ اونکا جواب اونکے توقف سے زیادہ تھا اور وہی لوگ مجتہد کے نام سے مشہور و مختص ہوئے اور یہ استعداد کبھی حاصل ہوتی ہی روایات کے جمع کرنے مین بہت کوشش کرنے سے کیونکہ بہت سے احکام احادیث اور آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین وارد ہین باوجودیکہ عاقل عارف باللغۃ جسکو اسکی معرفت مواقع کلام سے حاصل ہے اور صاحب علم جو آثار کو طرق جمع بین المختلفین و ترتیب دلائل وغیرہ کے ساتھ مثل دونون امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ کے جانتا ہی اس سے غافل و جدا نہین ہے

کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین
وانکا ہم عصر ١٢ علیٰ نفع
اکثر زمانون کا
جواب دینے اور بہت سی قسم حالتوں مین استغنا ہے ١٢ محمد نعمۃ

وتارة باحکام طرق التخریج وضبط الاصول المرویة فی کل باب باب عن مشائخ الفقہ من الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من السنن والاثار کحال الامامین القدوتین ابی یوسف ومحمد بن الحسن ومنہم من حصل له من معرفة القرآن والسنة ما یتمکن به من معرفة رؤس الفقه وامہات مسائلہ بادلتہا التفصیلیة وحصل له غالب الرای ببعض المسائل الاخری من ادلتہا وتوقف فی بعضہا واحتاج فی ذلک الی مشاورة العلماء لانه لم یتکامل له الادوات کما یتکامل للمجتہد المطلق فہو مجتہد فی البعض غیر مجتہد فی البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعین انہم کانوا اذا بلغہم الحدیث یعملون به من غیر ان یلاحظوا شرطا وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل ما کان لایعتمد علی مذہب مجتہد بعینه وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان

ترجمہ اور کبھی یہ استعداد حاصل ہوتی ہے طرق تخریج کے محکم کرنے سے اور اون اصول وضوابط وقواعد کے ضبط کرنے سے جو ہر ہر باب مین مشائخ فقہ سے مروی ہین ساتھ جملہ صالحہ کے سنن اور آثار سے جیسے کہ دونون امام وپیشوا ابی یوسف ومحمد بن الحسن تھے اور اونمین سے بعض کو معرفت قرآن اور سنت مین اسقدر قوت حاصل تھی کہ جسکے ذریعہ سے اونکو روش فقہ اور اوسکے اصل مسائل کے ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ معرفت حاصل ہو گئی اور اوسکی دلیلون سے دوسرے مسئلون مین ادلہ بلکہ غالب راے کا حاصل ہو گیا تھا اور بعض مین توقف عارض ہوا اسلیے وہ اور علما کے مشاورت کرنے کے محتاج ہوئے کیونکہ اونکے لیے تمامی اسباب اجتہاد کے فراہم نہوئے جیساکہ مجتہد مطلق کے لیے کامل ہو گئی پس اسلیے وہ بعض مین مجتہد اور بعض مین غیر مجتہد ہے اور صحابہ اور تابعین سے بطور تواتر ثابت ہے کہ اونکو جب کوئی حدیث پہونچتی تھی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوسپر عمل کرتے تھے اور دو سو برس کے بعد لوگون مین مذہب معین اختیار کرنے کا دستور نکلا اور اوسوقت مین بہت کم لوگ تھے جو مذہب معین پر اعتماد نکرتے ہون اور اوس زمانہ مین گویا یہ واجب ہو گیا +

وسبب ذلك ان المشتغل بالفقه لا يخلو عن حالتين احدیهما ان يكون
اكبر همته معرفة المسائل التی قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من ادلتها
التفصيلية ونقدها وتنقيح ماخذها وترجيح بعضها علی بعض وهذا امر جليل
لا يتم له الا بامام قيا تاسیٰ به قد كفی مؤنة فرش المسائل وايراد الدلائل فی كل
باب باب فيستعين به فی ذلك ثم يشتغل بالنقد والترجيح ولولا هذا الامام
صعب عليه ولا معنی لارتكاب امر صعب مع امكان الامر السهل ولا بد لهذا المقتدی
ان يحسن شيئا مما سبق اليه امامه ويستدرك عليه شيئا فان كان استدراكه
اقل من موافقته عد من اصحاب الوجوه فی المذهب وان كان اكثر
لم يعد تفرده وجها فی المذهب وكان مع ذلك منتسبا الی صاحب المذهب
فی الجملة ممتازا عمن ما يتسئی بامام آخر فی كثير من اصول مذهبه و فروعه

ترجمہ اور اسکا یہ سبب ہو کہ مشتغل بالفقہ دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ اوسکی
بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنمین مجتہدین سابقین اُسکے ادلہ تفصیلیہ
سے اوسکا جواب دے چکے اور اوسکی تنقید اور اوسکے ماخذ کی تنقیح اور بعض پر بعض
کی ترجیح وغیرہ سب کچھ کرچکے ہین اور یہ ایسا جلیل الشان امر ہے کہ بدون کسی امام
کے پیروی کے پورا نہین ہو سکتا اور چونکہ درستگی مسائل اور ہر باب مین ایراد دلائل
کی مشقت کو وہ لوگ برداشت کرچکے تھے اسلیے یہ اوسنے اسمین مدد لینے لگے اور پھر
تنقید و ترجیح مین مشتغل ہوئے اور اگر اونکا یہ امام نہوتا تو اوسپر بڑی مشکل پڑتی اور پھر
ارتکاب امر صعب کے ساتھ امکان امر سہل کے کیا معنی ہوتے اور اس مقتدی کے لیے یہ ضرور
ہوا کہ اپنے اماموں کی طرز وروش کو اچھی طرح جانے اور اوسپر اور کچھ بڑھاوے اور اوسکو
سنبھالے پس اوسکا استدراک اوسکی موافقت سے اگر اقل ہوتا ہو تو اصحاب وجوہ فی المذہب
مین شمار کیا جاتا ہو اور اگر اکثر ہے تو اوسکا تفرد وجہ فی المذہب مین نہین گنا جاتا اور باوجود
اسکے بھی کسی صاحب المذہب کیطرف فی الجملہ ایسے طور پر اوسکی نسبت کی جاتی ہے کہ جسکی وہ
پیروی کرتا ہو جنسے دوسرے اماموں کے بہت سے اصول مذہب اور فروع مین ممتاز رہتا ہو +

مشتغل بالفقہ

ويوجد لمثل هذا بعض المجتهدات لم يسبق بالجواب فيها اذ الوقائع متتابعة والباب مفتوح فياخذها من الكتاب والسنة وآثار السلف من غير اعتماد على امامه ولكنها قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب وثانيها ان يكون اكبر همته معرفة المسائل التي يستفتيه المستفتون عما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته الى امام يأتسي به في الاصول الممهدة في كل باب باب اشد من حاجة الاول لان مسائل الفقه متعانقة متشابكة فروعها يتعلق بامهاتها فلو ابتدأ هذا بتنقيد مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان ملتزما لما لا يطيقه ولا يتفرغ منه طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه الا ان يحمل النظير فيما سبق فيه ويتصرع للتفاريع وقد يوجد لمثل هذا استدركات على امامه بالكتاب والسنة وآثار السلف والقياس لكنها قليلة بالنسبة الى موافقاته وهذا هو المجتهد في المذهب

ترجمہ اور ایسے مین بعض مجتہدات ایسے بھی پائے جاتے ہین جنکا جواب پہلون نے بھی نہین دیا ہے کیونکہ وقائع یکے بعد دیگرے واقع ہوا کرتے ہین اور اسکے دروازے کھلے ہین پس وہ اخذ کرتا ہے کتاب اور سنت اور آثار سلف سے بغیر اعتماد کے اپنے امام پر لیکن یہ پہلون کے جواب کی بہ نسبت کم ہے اور یہ مجتہد مطلق منتسب ہے اور دوسرا وہ ہے کہ جسکی بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنکو لوگون نے اس سے پوچھا اور متقدمین نے اسمین کچھ کلام نہین کیا اور اسکی حاجت ایک امام مقتدی کیطرف جسکے اصول ممہدہ کے ہر ہر باب مین یہ پیروی کرتا ہے پہلے سے زیادہ ہے کیونکہ مسائل فقیہ ایک دوسرے مین ملے ہوئے اور باخود با چمٹے ہوئے اور اوسکے تمامی فروع انکے اصول مین لگے ہوئے ہین پس اگر یہ اونکے مذاہب کی تنقید اور اونکے اقوال کی تنقیح کرنے لگے تو اپنے اوپر ایسے امر کا لازم کرنے والا ہوگا جسکی وہ طاقت نہین رکھتا ہے اور عمر بھر اس سے فارغ نہو سکیگا پس اوسکے ان مشکلات کے دفع کی کوئی صورت نہین ہے مگر یہی کہ جو اسکے پہلے ہو گیا ہے اونھین امور پر نظیر ونکو حمل کرتا اور تفریعون کو متفرع کرتا جائے اور کبھی اسکو بہت سے استدراکات اپنے امام پر کتاب اور سنت اور آثار سلف اور قیاس سے ملتے ہین لیکن وہ بہ نسبت اسکی موافقات کے کم ہوتے ہین اور یہ مجتہد فی المذہب ہے +

لہ ایسے مجتہدات ومسائل جدیدہ ۱۲

لہ یعنی مسائل مجتہدہ ۱۲ مجتہدو

واما الحالۃ الثالثۃ وھی ان یستفرغ جھدہ اولا فی معرفۃ ادلۃ ما سبق الیہ ثم یستفرغ جھدہ ثانیًا فی التفریع علی ما اختارہ واستحسنہ فھی حالۃ بعیدۃ غیر واقعۃ لبعد العھد عن زمان الوحی واحتیاج کل عالم فی کثیر مما لا بد لہ فی علمہ الی من مضی من روایۃ الاحادیث علی تشعب متونھا وطرقھا ومعرفۃ مراتب الرجال ومراتب صحۃ الحدیث وضعفہ وجمع ما اختلف من الاحادیث والآثار والتنبہ لماخذ الفقہ منھا ومن معرفۃ غریب اللغۃ واصول الفقہ ومن روایۃ المسائل التی سبق التکلم فیھا من المتقدمین مع کثرتھا جدا او تباینھا واختلافھا ومن توجیہ افکارہ فی تمیز تلک الروایات وعرضھا علی الدلالۃ فاذا انفد عمرہ فکیف یوفی حق التفاریع بعد ذلک والنفس الانسانیۃ وان کانت زکیۃ لھا حد معلوم تعجز عما ورائھا

ترجمہ اور تیسری حالت یہ ہے کہ پہلے اپنی کوششون کو معرفت ادلہ ماسبقہ مین صرف کرے اور پھر اوسکے بعد تفریعات مین جس طور پر اونکو اختیار کیا ہی یا مستحسن سمجھا ہے لگاوے اور یہ حالت بعیدہ غیر واقعہ ہے بباعث دور ہونے اِس وقت کے زمانہ وحی سے اور بباعث احتیاج ہر عالم کے اپنے بہت سے ضروری علمون مین متقدمین کی طرف مختلف المتون اور مختلف الطرق حدیثون کی روایت مین اور معرفت مراتب رجال اور مراتب صحت حدیث اور اوسکے ضعف مین اور احادیث وآثار مختلفہ کے جمع کرنے مین اور اونسے ماخذ فقہ کے خبردار ہونے مین اور لغات عربیہ اور اصول فقہ کے پہچاننے مین اور روایت کرنے سے اون مسائل کے جنمین متقدمین کلام کر چکے ہین باوجود کثرت اور تباین اور اختلاف اُسکے اور توجیہ سے اپنی فکر کی ان روایات کے تمیز کرنے مین اور دلالت پر اسکے کرنے سے پس جب اپنی عمر کو اسمین تمام کر ڈالیگا تو حق تفاریع کو اسکے بعد کیونکر ادا کریگا اور نفس انسانی کتنا ہی پاک ومقدس ہو تو بھی اوسکے لیے ایک حد معین ہے کہ اوسکے آگے وہ عاجز ہو جاتا ہے +

وانما كان هذا متيسرا للطراز الاول من المجتهدين حين كان العهد قريبا والعلوم غير متشعبة على انه لم يتيسر ذلك ايضا الا لنفوس قليلة وهم مع ذلك كانوا مقتدين بمشائخهم معتمدين عليهم ولكن لكثرة تصرفاتهم في العلم صاروا مستقلين وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون اولا يشعرون ومن شواهد ما ذكرنا كلام الفقيه ابن زياد الشافعي اليمني في فتواه حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما البلقيني بخلاف مذهب الشافعي فقال في الجواب انك لا تعرف توجيه الكلام البلقيني ما لم تعرف درجته في العلم فانه امام مجتهد مطلق منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح واعني بالمطلق المنتسب من لم يختبنا وترجيح يخالف الراجح في المذهب الامام الذي ينتسب اليه فهذا حال كثير من جهابذة الاكابر اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين وسياتي ذكرهم وترتيب درجاتهم

ترجمہ اور پہلے طرز کے مجتہدین کے لیے جب زمانہ وحی کا قریب اور علوم بھی بہت شاخ بشاخ نہوئے تھے البتہ یہ آسان تھا مگر تو بھی یہ بہت ہی کم لوگون کو میسر ہوا اور یہ وہ بھی اپنے مشائخ کے مقتدی اور اونپر اعتماد کرنے والے تھے لیکن علوم مین بہت لگے رہنے سے وہ خود مستقل ہو گئے الحاصل ان مجتہدین کا مذہب بمذہب ہونا اور لوگون کا اسکو اختیار کرنا ایک بھید ہے جسکو اللہ تعالے نے اونپر الہام کیا اور اونکو اسپر مجتمع کر دیا ہے وہ اسکو جانین یا نجانین اور اسکی خبر رکھین یا نہ رکھین اور جو ہمنے ذکر کیا ہے اسکے شواہد سے کلام فقیہ ابن زیاد شافعی الیمنی کا اونکے فتوا مین ہے جبکہ وہ سوال کیے گئے اون دو مسئلون سے کہ جسمین بلقینی نے بخلاف مذہب شافعی کے جواب دیا تھا اونہون نے کہا کہ تو بلقینی کے توجیہ کلام کو نہین جان سکتا جبتک کہ علم مین تو اوسکے درجہ کو نجانے کیونکہ وہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل اہل تخریج اور ترجیح سے ہے اور منتسب مطلق سے مین اوسکو مراد لیتا ہون جسکو ایسی ترجیح کا اختیار ہو جو اپنے امام مذہب کے راجح کے خلاف ہو سکتا ہو اور یہ حال بہت سے متقدمین و متاخرین اکابر علماء شافعی کا ہے اور قریب ہے اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب کا بیان آتا ہے

بلقینی ابن زیاد

وممن نظم البلقینی فی سلک المجتہدین المطلقین المنتسبین تلمیذہ الحافظ الولی
ابو زرعۃ فقال قلت مرۃ لشیخنا الامام البلقینی ما یقصر بالشیخ تقی الدین
السبکی عن الاجتہاد وقد استکمل آلتہ وکیف یقلد قال ولم اذکرہ ھو ای
شیخنا البلقینی استحیاء منہ لما اردت ان ارتب علی ذلک فسکت فقلت فما عندی
ان الامتناع من ذلک ما ھو الا للوظائف التی قدرت للفقہاء علی المذاہب الاربعۃ
وان من خرج عن ذلک واجتہد لم ینلہ شیء من ذلک وحرم ولایۃ القضاء وامتنع
الناس من استفتائہ ونسب للبدعۃ فتبسم ووافقنی علی ذلک انتہی قلت اما
انا فلا اعتقاد ان المانع لہم من الاجتہاد ما اشار الیہ حاشا منصبہم العلی
عن ذلک وان یترکوا الاجتہاد مع قدرتہم علیہ لغرض القضاء والاسباب ھذا
مما لا یجوز لاحد ان یعتقدہ فیہم وقد تقدم ان الراجح عند الجمہور وجوب الاجتہاد
فی مثل ذلک وکیف ساغ للولی نسبتہم الی ذلک او نسبۃ البلقینی الی موافقتہ علی ذلک

ترجمہ اور انلوگونمین سے کہ جنکو بلقینی نے سلک مجتہدین مطلقین منتسبین مین نظم کیا ہی اوسکا
شاگرد رشید ابو زرعہ ہی اوسنے کہا کہ مین نے ایکمرتبہ اپنے شیخ امام بلقینی سے کہا کہ کس چیز نے شیخ تقی الدین
سبکی کو اجتہاد سے روک رکھا ہی حالانکہ اوسکے پاس اسکا سب سامان کامل مہیا ہی پھر وہ کیونکر
تقلید کرتا ہی کہا ابو زرعہ نے کہ چونکہ مینے ارادہ کیا تھا کہ اوسکو اوسپر ترتیب دونگا اسلیے شرم کے مارے
میرے شیخ بلقینی نے اوسکو ذکر نکیا اور چپ رہگیا تب مین نے کہا کہ میرے نزدیک اس امتناع کی کوئی
اور وجہ نہین مگر وہی وظیفی جو فقہاء مذاہب اربعہ کے لیے مقدر ہی اور اگر ایک بار بھی اوس سے نکلین اور
اجتہاد کرین تو ہمین سے اونکو کچھ نملے اور ولایت قضا سے محروم رہین اور لوگ اونسے فتوا پوچھنا چھوڑ دین اور
بدعتی کہنے لگین پس اسکو سنکر وہ ہنس دیے اور اوسپر میری موافقت کی لیکن مین کہتا ہون کہ میرے
نزدیک اونکے لیے اجتہاد سے مانع وہی امر تھا جسکو ابو زرعہ نے اشارہ بیان کیا ہی کیونکہ اونکا منصب
ان سب امور سے اور خصوص اس امر سے کہ باوجودیکہ وہ اجتہاد پر قادر ہون اور اسکو اپنے منصب
قضا وغیرہ کے سبب سے چھوڑ دین بہت ہی دور تھا اور کسی کے لیے یہ جائز نہین ہی کہ اونکی شان مین یہ اعتقاد
رکھے اور پہلے بیان ہو چکا ہی کہ راجح نزدیک جمہور کے ایسی حالت مین وجوب اجتہاد ہی پھر کیونکر ایک

وقد قال الجلال السيوطي في شرح التنبيه في باب الطلاق ما لفظه وما وقع من الأئمة
من الاختلاف من تغير الاجتهاد فيصححون في كل موضع ما ادى اليه اجتهادهم في ذلك
الوقت وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من الاجتهاد بالمحل الذي لا ينكر فصرح
غير واحد من الائمة بانه وابن الصباغ وامام الحرمين والغزالي بلغوا رتبة الاجتهاد
المطلق وما وقع في فتاوى ابن الصلاح من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في المذهب دون
المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة الاجتهاد المنتسب دون المستقل وان المطلق
كما قرره هو في كتابه اداب الفتيا والنووي في شرح المهذب نوعان مستقل وقد
فقد من راس الاربعمائة فلم يمكن وجوده ومنتسب هو باق الى ان ياتي اشراط
الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر
حتى تركوه آثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب
منهم الماوردي في الحاوي والروياني في البحر والبغوي في التهذيب وغيرهم

ترجمہ اور جلال الدین سیوطی نے شرح التنبیہ کے باب الطلاق میں جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اماموں میں
جو اختلاف واقع ہوا وہ تغیر اجتہاد سے ہے پس جن مقاموں میں انکا اجتہاد اوسوقت پہونچا اوسکی وہ
تصحیح کرینگے اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے محل میں تھا جسکا انکار نہیں کیا جاسکتا
اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ وہ اور ابن الصباغ اور امام الحرمین اور غزالی اجتہاد مطلق کے
رتبہ کو پہونچ گئے تھے اور جو فتاوے ابن الصباغ میں واقع ہوا ہے کہ یہ لوگ رتبہ اجتہاد فی المذہب کو
پہونچے تھے نہ مطلق کو تو مراد اوسکی یہ ہے کہ اونکو درجہ اجتہاد منتسب حاصل تھا نہ مستقل اور اجتہاد مطلق
جیسا کہ خود اُسنے اپنی کتاب آداب الفتیا میں اور نووی نے شرح المہذب میں ثابت کیا ہے دو طرح پر ہے ایک
مستقل اور چونکہ یہ چوتھی صدی سے مفقود ہو گیا اسلیے اسکا وجود ممکن نہیں اور دوسرا منتسب
اور وہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے آنے تک باقی رہیگا اور شرعاً اوسکا منقطع ہونا جائز نہیں
کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ والے اوسمیں یہانتک قاصر ہونگے کہ اوسکو بالکل ہی چھوڑ بیٹھینگے
تو سبکے سب گناہگار اور بالکل نافرمان ہو جاوینگے جیسا کہ ہمارے اصحاب نے اسکی تصریح کی ہے بعض انمیں
سے ماوردی ہیں جنہوں نے حاوی میں اور رویانی نے بحر میں اور بغوی نے تہذیب میں اور ما سوا انکے غیر نے انکی غیر

ولا يتادی هذا الفرض بالاجتهاد المقید کما صرح به ابن الصلاح والنووی فی شرح المهذب والمسئلة مبسوطة فی کتابنا المسمی بالرد علی من اخلد الی الارض وجهل ان الاجتهاد فی کل عصر فرض ولا یخرج هؤلاء عن الاجتهاد المطلق المنتسب من کونهم شافعیة کما صرح به النووی وابن الصلاح فی الطبقات وتبعه ابن السبکی ولهذا صنفوا فی کتب المذهب وافتوا وولوا وظائف الشافعیة کما ولی المصنف وابن الصباغ تدریس النظامیة ببغداد وولی امام الحرمین والغزالی تدریس النظامیة بنیسابور وولی ابن عبد السلام الجابیة والظاهریة بالقاهرة وولی ابن دقیق العید الصلاحیة المجاورة لمشهد امامنا الشافعی رضی الله عنه والفاضلیة والکاملیة وغیر ذلک اما من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه یخرج بذلک عن کونه شافعیا ولا ینقل اقواله

ترجمہ اور یہ فرض اجتہاد مقید سے ادا نہین ہوسکتا جیسا کہ ابن الصلاح نے اسکی تصریح کی ہی اور نووی نے شرح مہذب مین مفصل بیان کیا ہی اور یہ مسئلہ ہماری اوس کتاب مین جسکا نام رد علی من اخلد الی الارض وجہل ہی نہایت بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہی کہ اجتہاد ہر زمانہ مین فرض ہی اور یہ لوگ اجتہاد مطلق منتسب سے اپنے شافعی ہونے سے خارج نہین ہوسکتے جیسا کہ نووی اور ابن الصلاح نے طبقات مین اسکی تصریح کی ہی اور ابن سبکی نے بھی اسکی تبعیت کی ہی اور اسلیے اونہون نے اس مذہب مین کتابین تصنیف کین اور فتوا دیا اور وظایف شافعیہ کے متولی ہوئے جیسا کہ مصنف اور ابن الصباغ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور امام الحرمین اور غزالی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا متولی ہوا اور ابن دقیق العید صلاحیہ کا جو ہمارے امام شافعی رح کے مشہد مقدس کے قریب ہی اور فاضلیہ اور کاملیہ کا متولی ہوا لیکن وہ شخص کہ رتبہ اجتہاد مستقل کو پہونچگیا ہی تو وہ اس سبب سے شافعی ہونے سے خارج ہوگیا اور اُسکے اقوال کتب مذہب مین نقل نہین کیے جا سکتے

ولا اعلم احدا بلغ هذه الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير الطبري فانه
كان شافعيا ثم استقل بمذهب و لهذا قال الرافعي وغيره ولا يعد تفرده وجها
في المذهب انتهى وهي عندي حسن مما سلكت الولي ابو ذرعة الا ان كلامه
يقتضي ان ابن جرير لا يعد شافعيا وهو مردود فقد قال الرافعي في اول كتاب الزكوة
من الشرح تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي عن الربيع المرادي والحسن الزعفراني
انتهى معنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على طريقه في الاجتهاد واستقراء الادلة وترتيب
بعضها على بعض ووافق اجتهاده اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي

ترجمہ اور مین کسی کو نہین جانتا کہ اصحاب مین سے اس رتبہ کو پہونچا ہو مگر ابو جعفر
ابن جریر الطبری کہ پہلے وہ شافعی تھا پھر اوسکا ایک مستقل مذہب ہو گیا اسیلیے رافعی
وغیرہ نے کہا کہ اوسکا تفرد مذہب مین کوئی وجہ[1] موجہ نہ شمار کیا جائیگا انتہے اور میرے
نزدیک ولی ابو زرعہ کا یہ حال بہت ہی پسندیدہ ہی مگر کلام اوسکا اس امر کو مقتضی ہی
کہ ابن جریر شافعیون مین نہ معدود ہو تو یہ مردود ہی کیونکہ رافعی نے اسی شرح مین
کتاب الزکوۃ کی شروع ہی مین کہا ہی کہ ابن جریر کا تفرد ہمارے مذہب مین بطور وجہ
کے نہ معدود ہوگا اگرچہ وہ طبقات شافعیہ مین معدود ہے اور نووی نے شرح
تہذیب مین کہا ہی کہ ابو عاصم عبادی نے اوسکو فقہاء شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ وہ
ہمارے علماء سے ہی اور اوسنے فقہ شافعی کو ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے اخذ کیا ہی اور اوسکے
امام شافعی کیطرف منتسب ہونیکے یہ معنی ہین کہ اوسنے اپنے اجتہاد و استقراء ادلہ اور اونکی باہم
ترتیب کو اونھین کے طریقہ پر جاری کیا ہی اور انکا اجتہاد اونکے اجتہاد کے موافق ہوا ہے
اور جب کبھی اوسنے کچھ مخالفت کی تو اس مخالفت مین کچھ پروا نہ کی اور اونکے طریقہ سے
نہ خارج ہوے مگر چند مسئلو نمین اور یہ انکے امام شافعی کے مذہب مین داخل ہونیکے لیے کوئی قادح نہین

[1] یعنی وہ وجوہ فی المذہب ممکن نہ معدود ہوگا ... [illegible]

ومن هذا القبيل محمد بن اسمعیل البخاری فانه معدود فی طبقات الشافعیة
وممن ذکره فی طبقات الشافعیة الشیخ تاج الدین السبکی وقال انه تفقه
بالحمیدی والحمیدی تفقه بالشافعی واستدل شیخنا العلامة علی ادخال البخاری
فی الشافعیة بذکرهم فی طبقاتهم وکلام النووی الذی ذکرناه شاهد له وذکر
الشیخ تاج الدین السبکی فی طبقاته ما لفظه کل تخریج اطلقه المخرج اطلاقا فینظر ان
ذلک المخرج ان کان ممن یغلب علیه المذهب والتقلید کالشیخ ابی حامد والقفال
عد من المذهب ان کان ممن یکثر خروجه کالمحمدین الاربعة یعنی محمد بن جریر ومحمد بن خزیمة
ومحمد بن نصر المروزی ومحمد بن المنذر فلا یعد واما المزنی وبعده ابن سریج فبین
الدرجتین لم یخرجوا خروج المحمدین ولم یتقیدوا تقید العراقیین والخراسانیین انتهی
وذکر السبکی فی طبقاته الشیخ ابا الحسن الاشعری امام اهل السنة والجماعة وقال انه
معدود من الشافعیة فانه تفقه بالشیخ ابی اسحاق المروزی انتهی قول ابن زیاد

ترجمہ اور اسی قبیل سے محمد بن اسمعیل بخاری ہین کہ لوگون نے انکو طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے
اور جن لوگون نے انکو طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے اونمین سے شیخ تاج الدین سبکی ہین اونہون نے
کہا کہ بخاری نے حمیدی سے فقہ حاصل کی اور حمیدی نے امام شافعی سے فقہ کو سیکھا شیخ تاج الدین سبکی کے
بخاری کو طبقات شافعیہ مین ذکر کرنے سے ہمارے شیخ علامہ نے بخاری کو شافعیہ مین داخل کرنے پر
استدلال کیا ہے اور نووی کا وہ کلام جسکو ہمنے ذکر کیا ہے اوسکا شاہد ہے اور شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات مین
جو ذکر کیا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس تخریج کو مخرج مطلق چھوڑ دے تو دیکھا جائیگا کہ وہ مخرج اگر اون لوگون مین
ہے کہ جنپر مذہب اور تقلید غالب ہے مانند شیخ ابی حامد اور قفال کے تو وہ اوس مذہب کے لوگونمین شمار کیا جاویگا
اور اگر وہ اون لوگونمین ہے کہ جو اکثر مذہب سے خارج ہوجایا کرتا ہے مانند محمدین اربعہ یعنی محمد بن جریر اور
محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر المروزی اور محمد بن المنذر کے تو اوسمین شمار نہوگا اور لیکن مزنی اور بعد اوسکے ابن
سریج تو یہ لوگ دونون درجون کے درمیان ہین نہ تو محمدین کے مانند خارج ہین اور نہ عراقیین و خراسانیین کے مانند مقید
انتہی اور ذکر کیا سبکی نے اپنے طبقات مین کہ شیخ ابو الحسن اشعری اہل سنت و جماعت کے امام ہین اور
یہ بھی کہا کہ یہ شافعیہ مین معدود ہین کیونکہ اونہون نے شیخ ابی اسحق مروزی سے فقہ حاصل کی ہے تمام ہوا قول ابن زیاد کا

محمدین اربعہ

ومن شواهد ما ذكرنا ايضا ما فی کتاب الانوار حیث قال والمنتسبون الی مذهب للشافعی وابی حنیفة ومالک واحمد اصناف احدها العوام وتقلیدهم للشافعی متفرع علی تقلید المنتسب الثانی البالغون الی مرتبة الاجتهاد والمجتهد لا یقلد مجتهدا وانما ینسبون الیه لجریهم علی طریقته فی الاجتهاد واستعمال الادلة وترتیب بعضها علی بعض الثالث المتوسطون وهم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد ولکنهم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدوه منصوصا علی ما نص علیه وهؤلاء مقلدون له وکذا من یاخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا یقلدون فی انفسهم لانهم مقلدون انتهی کلام الانوار فان قلت کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان اخر مع ان الشرع واحد فلیس قولک لم یکن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا

ترجمہ اور جو ہمنے کہا اسکے شواہد سے وہ بھی ہی جو کتاب الانوار مین ہی چنانچہ اوسمین کہا ہی کہ شافعی اور ابحنیفہ ومالک واحمد کے مذہب کیطرف جو لوگ منسوب ہین وہ چند طرح پر ہین ایک اونمین سے عوام ہین اور اونکا امام شافعی کی تقلید کرنا منتسب کی تقلید پر متفرع ہی اور دوسرے وہ لوگ ہین جو اجتہاد کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے ہون حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کرتا مگر باوجود اسکے بھی جو یہ لوگ اپنی کو اونکی طرف منسوب کرتے ہین تو اس سبب سے کہ انکا اجتہاد و استعمال ادلہ اور اوسکی ترتیب بایکدیگر اونھین کے طریقہ پر جاری ہی اور تیسرے درمیانی لوگ ہین اور وہ وہ ہین کہ مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے ولیکن اپنے امام کے اصول سے واقفیت رکھتے ہین اور امور غیر منصوصہ کے قیاس پر بنا بر نص اپنے ائمہ کے قادر ہین اور یہ لوگ درحقیقت اونکے مقلد ہین اور ایسے ہی جو لوگ عوام مین سے اونکے اقوال کو اخذ کرتے ہین اور مشہور یہ ہی کہ فی نفسہ وہ مقلد نہین کیونکہ وہ مقلد ہین تمام ہوا کلام کتاب الانوار کا ۔ پس اگر کہے تو کہ کیونکر ایک چیز ایک زمانہ مین غیر واجب اور وہی چیز دوسرے زمانہ مین واجب ہوگئی باوجودیکہ شرع ایک ہی ہی پس تمہارا یہ کہنا کہ ایک مجتہد مستقل کی اقتدا واجب نہ تھی پھر واجب ہوگئی نہین ہی مگر قول متناقض اور متنافی

قلت الواجب الاصلی ہو ان یکون فی الامۃ من یعرف الاحکام الفرعیۃ من ادلتہا التفصیلیۃ اجمع علی ذلک اہل الحق ومقدمۃ الواجب واجبۃ فلذا کان للواجب طرق متعددۃ وجب تحصیل طریق من تلک الطرق من غیر تعیین واذا تعین لہ طریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصہ کما اذا کان الرجل فی مخمصۃ شدیدۃ یخاف منہا الہلاک وکان لدفع مخمصۃ طرق من شراء الطعام والتقاط الفواکہ من الصحراء واصطیاد ما یتقوت بہ وجب تحصیل شیء من ہذہ الطرق لا علی التعیین فاذا وقع فی مکان لیس ہناک صید ولا فواکہ وجب علیہ بذل المال فی شراء الطعام وکذلک کان للسلف طرق فی تحصیل ہذا الواجب وکان الواجب تحصیل طریق من تلک الطرق لا علی تعیین ثم انسدت تلک الطرق الا طریق واحد فوجب ذلک الطریق بخصوصہ

ترجمہ تو اُسکے جواب میں مین یہ کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہی ہو کہ امت مین ایسا شخص ہو جو احکام فرعیہ کو اوسکے ادلہ تفصیلیہ سے جانتا ہو اسپر تمامی اہل حق کا اجماع ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوا کرتا ہی اور جب کسی واجب کے طرق متعددہ ہون تو تحصیل کسی ایک طریقہ کے اون طریقون مین سے بغیر تعین کے واجب ہوا جب اوسکے لیے کوئی ایک طریقہ متعین ہوجاے تو وہی طریقہ بخصوصہ واجب ہوگا مثلاً جب کوئی ایسے مخمصہ شدیدہ مین مبتلا ہوجاے کہ جس سے اپنی ہلاکت کا خوف کرتا ہو اور دفع مخمصہ کے بہت سے طریقے ہین مثل کھانا مول لینے اور صحرا سے میوہ چن لینے اور بمقدار اپنی قوت کے شکار کر لینے وغیرہ سے تو کسی شے کا ان طریقون مین سے لا علی التعیین حاصل کرنا واجب ہے پس اگر کوئی شخص ایسے مکان مین ٹھہر جاے جہان نہ کوئی شکار ہو اور نہ کوئی میوہ تو اوسپر کھانا مول لینے کے لیے مال ہی خرچ کرنا واجب ہوگا ایسی سلف کے لیئے اس واجب کے حاصل کرنے مین بہت سے طریقے تھے اور ان طریقون مین سے بغیر تعین کے ایک ہی طریقہ حاصل کرنا واجب تھا اونکے بعد وہ سب طریقے مسدود ہوگئے مگر ایک ہی طریقہ باقی رہگیا پس اب بخصوصہ وہی طریقہ واجب ہوگا

وكان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان
رواية الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا
معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول وشواهد ما نحن فيه
كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب تقليد لامام بعينه فانه قد تكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان الانسان جاهل في بلاد الهند وبلاد
ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من
كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان
يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى
مهملا بخلاف ما اذا كان في الحرمين فانه تيسر له هناك معرفة جميع المذاهب
ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان
ياخذ من كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق

ترجمہ اور سلف حدیثون کو نہ لکھتے تھے پھر اب آجکل ہمارے زمانہ مین کتابت حدیث واجب ہو گئی کیونکہ
آجکل بجز معرفت ان کتابون کے روایت حدیث کی کوئی سبیل نہین اور سلف نحو و لغت سے نہ مشتغل تھے
اور چونکہ اونکی زبان عربی تھی اسلیے وہ ان فنون کے محتاج بھی نہ تھے پھر آجکل ہمارے زمانہ مین عرب
اول کے زمانہ کے بہت دور ہو جانے سے عربی زبانکا سیکھنا واجب ہو گیا اور علے ہذا القیاس اسکے اور بھی
بہت سے شواہد و نظیرین ہین پس مناسب ہے کہ اسی پر وجوب تقلید امام معین کو قیاس کیجاے کہ کبھی تو وہ واجب ہوگی
اور کبھی نہین مثلًا جب کوئی جاہل آدمی ہند یا ماوراء النہر کے شہرون مین ہو اور وہان کوئی عالم
شافعی و مالکی و حنبلی نہین پایا جاتا اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہین ملتی تو اوسپر واجب
ہے کہ ابی حنیفہ کی تقلید کرے اور حرام ہے کہ اونکے مذہب سے خارج ہو کیونکہ اسحالتمین اگر اونکے
مذہب سے نکلیگا تو ربقۂ شریعت کو اپنی گردن سے نکالیگا اور محض بیہودہ و مہمل باقی رہجائیگا بخلاف
اس حالت کے کہ جب وہ حرمین شریفین مین ہو کیونکہ اوسکو وہان تمامی مذاہب کی معرفت میسر ہے
اور اوسکو یہی کافی نہین ہے کہ بحسب ظن و گمان کے غیر ثقہ لوگون سے اخذ کرے اور یہ بھی نہچاہیے کہ عوام

واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم قال النووی فی المنهاج
وشرط القاضی مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتهد
وهو ان یعرف من القران والسنة ما یتعلق بالاحکام وخاصه وعامه ومجمله
ومبینه وناسخه ومنسوخه ومتواتر السنة وغیره والمتصل والمرسل وحال
الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا واقوال العلماء من الصحابة و
من بعدهم اجماعا واختلافا والقیاس بانواعه ثم اعلم ان هذا المجتهد قد
یکون مستقلا وقد یکون منتسبا الی المستقل والمستقل من امتاز عن
سائر المجتهدین بثلاث خصال کما تری ذلک فی الشافعی رح ظاهر احدیها
ان یتصرف فی الاصول والقواعد التی یستنبط منه الفقه کما ذکر ذلک
فی اوائل الام حیث عد صنیع الاوائل فی استنباطهم واستدرک علیهم

ترجمہ اور جان تو کہ مجتہد مطلق وہ ہی کہ جسمین پانچ طرح کا علم مجمع ہووے چنانچہ نووی
نے منہاج مین کہا ہی اور شرط قاضی کے مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر
ناطق کاف مجتہد ہی اور مجتہد وہ ہی کہ جو قرآن اور سنت مین سے اون امور کو جو احکام
سے متعلق ہین پہچانتا ہو اور اُسکے خاص اور عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ و منسوخ
اور سنن متواترہ اور غیر متواترہ اور متصل و مرسل کو جانتا ہو اور راویون کے حال
کو از روے قوت وضعف کے اور زبان عرب کو از روے لغت و نحو کے اور اقوال
علماء کو صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین سے از روے اجماع و اختلاف کے اور قیاس
کو اُسکے انواع کے ساتھہ پہچانتا ہو پھر یہ بھی جان رکھو کہ یہ مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہی
اور کبھی کسی مستقل کیطرف منتسب ہوتا ہی اور مستقل وہ ہی کہ تمامی مجتہدین سے تین
خصلتون مین ممتاز ہو جیسا کہ تم امام شافعی مین یہ باتین ظاہر ظاہر دیکھتے ہو — ایک
یہ کہ اصول اور اون قواعد مین تصرف کرے جس سے فقہ مستنبط ہی جیسا کہ ان
سبکو امام شافعی رحمہ اللہ نے اوائل ام مین ذکر کیا ہے جہان کہین صنیع
اوائل کو اونکے استنباط مین شمار کرکے استدراک کیا ہے ٭

خصلت اولی

وكما اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد بن ابراهيم المدنى عن شيخه المكين الشيخ حسن بن على العجمى والشيخ احمد النخعى عن الشيخ محمد بن العلاء البابلى عن ابراهيم بن ابراهيم اللقانى وعبد الرؤف البطلاوى وعن الجلال ابى الفضل السيوطى عن ابى الفضل المرجانى اجازة عن الحافظ المجد عن ابى الفرج الغزى عن يونس بن ابراهيم الدبوسى وعن ابى الحسن المقرئ عن الفضل بن سهل الاسفرائ ابى بكر احمد بن على الخطيب اخبرنا ابو نعيم الحافظ حدثنا ابو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب حدثنا حاتم يعنى الرازى حدثنى يونس بن عبد الاعلى قال قال محمد بن ادريس الشافعى رحمه الله الاصل قران وسنة فان لم يكن فقياس عليهما واذا اتصل الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وصح الاسناد منه فهو سنة والاجماع اكبر من الخبر المفرد والحديث على ظاهره واذا احتمل المعانى فما اشبه منها ظاهره فاولاها به

ترجمہ اور جیسا کہ خبر دی ہمکو ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی نے اپنے شیخ مکین شیخ حسن بن العجمی اور شیخ احمد نخعی سے اونہوں نے شیخ محمد بن العلاء البابلی سے اونہوں نے ابراہیم بن ابراہیم اللقانی اور عبد الروف بطلائی اور جلال ابی الفضل سیوطی سے وہ ابی الفضل المرجانی سے ازروے اجازت کے حافظ الحجۃ ابی الفرج الغزی سے وہ یونس بن ابراہیم الدبوسی سے وہ ابی الحسن بن المقبری سے وہ الفضل بن سہل الاسفراینی ابی بکر احمد بن علی الخطیب سے اونہوں نے کہا کہ خبر دی مجھکو ابو نعیم حافظ نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کیا مجھکو ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب نے اونہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم یعنے رازی نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کی مجھے یونس بن عبد الاعلی نے اونہوں نے کہا کہ فرمایا محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالی نے کہ اصل قرآن اور سنت ہی ہیں اگر کسی مسئلہ کا جواب انمین نہو تو وہ ہی جواب انپر قیاس کیا گیا ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسناد صحیح کوئی حدیث پہونچی تو وہی سنت ہی اور اجماع اکبر ہی خبر مفرد سے اور اعتبار حدیث کا اوسکے ظاہر پر ہی اور جب اوسکے معانی محتمل ہون تو اوسمین سے جو ظاہر معانی کو متشابہ ہو اوسیکی طرف رجوع کرنا چاہیے

واذا الكافات الاحاديث فاصحها اسنادا اولها وليس المنقطع بشئ ماعدا منقطع ابن المسيب ولا يقاس اصل على اصل ولا يقال الاصل لم وكيف وانما يقال للفرع لم فاذا صح قياسه على الاصل صح فقامت به الحجة انتهى وثانيها ان يجمع الاحاديث والآثار فيحصل احكامها ويتنبه لماخذ الفقه منها ويجمع مختلفها ويرجح بعضها على بعض ويعين بعض محتملها وذلك قريب من ثلثی علم الشافعی رحمه الله تعالى والله اعلم وثالثها ان يفرع التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق بالجواب فيه من القرون المشهود لها بالخير وبالجملة ليكون كثيرا لتصرفات في هذه الخصال فائقا على اقرانه سابقا في حلبة رهانه مبرزا في ميدانه

ت اور جب مختلف حدیثون کا ہجوم ہو تو اونمین سے جسکی سند اصح ہو وہی اولے ہے اور کوئی منقطع سواے منقطع ابن المسیب کے کچھ نہین اور کوئی اصل کسی اصل پر نہ قیاس کیجاے اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ اصل کیون ہے اور کیونکر ہے ہان فرع کے لیے البتہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیون ہے اور جب قیاس اوسکا اصل پر صحیح ہوا تو اوسکے ساتھ حجت قائم ہو سکتی ہے انتہے اور دوسری خصلت یہ ہے کہ احادیث و آثار کو جمع کرکے اوسکے احکام کو حاصل کرے اور اوس سے ماخذ فقہ پر خبرداری ہو جاے اور اوسکے مختلف کو جمع کرے اور اور بعض کو بعض پر ترجیح دے اور بعض محتمل کو معین کرے اور یہ قریب دو تہائی علم شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہے جو تو دیکھتا ہے اور تیسری خصلت یہ ہے کہ جتنی تفریعین اس پر ایسی وارد ہوتی ہین جنکا جواب قرون مشہود لہا بالخیر مین نہین ہوا ہے اون سبکی بھی تفریع کرنا چاہیے اور بالجملہ وہ ان صفتون مین کثیر التصرف اور اپنے اقران مین فائق اور اس گھوڑ دوڑ مین سابق اور اس میدان مین آگے نکلنے والا ہو ۔

دوسری خصلت

تیسری خصلت

وخصلۃ رابعۃ تتلوھا وھی ان ینزل لہ القبول من السماء فیقبل الی علمہ جماعات من العلماء من المفسرین والمحدثین والاصولیین وحفاظ کتب الفقہ ویمضی علی ذلک القبول والاقبال قرون متطاولۃ حتی یدخل ذلک فی صمیم القلوب والمجتہد المطلق المنتسب ھو المقتدی المسلم لہ فی خصلۃ الاولی الجاری مجراہ فی الخصلۃ الثانیۃ والمجتہد فی المذھب ھو الذی سلم منہ الاولی والثانیۃ وجری مجراہ فی التفریع علی منہاج تفاریعہ ولنضرب لذلک مثلا فنقول کل من تطبب فی ھذہ الازمنۃ المتاخرۃ اما ان یکون یقتدی باطباء الیونان او باطباء الھند فھم بمنزلۃ المجتہد المستقل ثم ان کان ھذا المطبب قد عرف خواص الادویۃ وانواع الامراض وکیفیۃ ترتیب الاشربۃ والمعاجین بعقلہ بان تنبیہ لذلک من تنبیھم حتی صار علی یقین من امرہ من غیر تقلید واقتدر علی ان یفعل کما فعلوا فیعرف خواص العقاقیر التی لم یسبق بالتکلم فیھا

ترجمہ اور اسکے پیچھے چوتھی خصلت یہ کہ اوسکی قبولیت آسمان سے نازل ہویں اوسکی علم کیطرف علما مفسرین اور محدثین اور اصولیین اور حفاظ کتب فقہ کے جماعت متوجہ ہو جاے اور یہ قبول اور توجہ زمانہاے دراز تک جاری رہے اور یہ باتین لوگون کے دلمین گھس جائین اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیشوا ہے جسمین خصلت اولی سلم اور دوسری قائم مقام ہو اور مجتہد فی المذہب وہ ہے کہ جسکی خصلت اولی اور ثانیہ مسلم ہون۔ اور قائم مقام اوسکے ہو تفریع مین اوپر روش تفاریع اوسکے اور اسکے لیے ہم ایک نقل بیان کرتے ہین پس کہتے ہین کہ اس اخیر زمانے مین جو شخص طبابت کرتا ہو تو وہ اطباء یونانکی اقتدا کرتا ہو یا اطباء ہند کی پس وہ لوگ بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اس مطبب نے خواص ادویہ اور انواع امراض اور کیفیت ترتیب اشربہ اور معاجین کو اپنی عقل سے پہچان لیا ہو یعنے اونکے خبردار کرنے سے ایسا خبردار ہو گیا ہے کہ اونکے امر پر بدون تقلید کے اوسکو ایسا مرتبہ یقین کا حاصل ہو گیا ہو کہ جو کچھ وہ جسطرح کرتے تھے ویسا ہی اونکے کرنے پر قادر ہو گیا ہو اس سبب سے اون عقاقیر کے خواص کو بھی پہچانتا ہے جسمین وہ لوگ کچھ نبولے تھے

حاشیہ: اسکے اطباء یونان و الہند ۱۲ محمد عبد اللہ

خصلت چوتھی

حاشیہ: یعنی اطباء یونان و ہند ۱۲

وبیان اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها مما لم یبصره السابقون وزاحم الاوائل فی بعض ما تکلموا قل ذلک منه فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان سلم ذلک منهم من غیر تعیین کامل وکان اکثر همته تولید الاشربة والمعاجین من تلک القواعد الممهدة کاکثر متطببة هذه الازمنة المتاخرة فهو بمنزلة المجتهد فی المذهب وکذلک کل من نظم الشعر فی هذا الازمان یقتدی فی ذلک باشعار العرب ویختار اوزانهم وقوافیهم واسالیب قصائدهم او باشعار العجم فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان کان هذا الشاعر مخترعا لانواع من الغزل والتشبیب والمدح والهجو والوعظ واتی بالعجب العجاب فی الاستعارات والبدائع ونحوها مما لم یسبق الی مثله بل تنبه لذلک من بعض صنائعهم فاخذ النظیر بالنظیر وقاس الشئ بالشئ واقتدر علی ان یخترع بحرا لم یتکلم فیه من قبله

ترجمة اور بیان اسباب امراض اور اونکی اون علامات اور معالجات کو بھی جانتا ہے جسکی اسکے پہلون نے کچھ خبرداری نہ کی تھی اور اگلون نے ان بعض گفتگو مین مزاحمت کی ہوایسا اون لوگون سے بہت ہی کم ہوا پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر یہ اون لوگون سے بدون تعیین کامل کے مسلم ہوا اور اکثر ہمت اوسکے بنانے مین اشربہ اور معاجین کے اونہین قواعد ممہدہ پر ہے جیسکہ اکثر اس اخیر زمانہ کے طبیب ہین تو وہ بمنزلہ مجتہد فے المذہب کے ہے اور اسیطرح سے جو لوگ اس زمانہ مین شعر کہتے ہین وہ اسمین اشعار عرب کے اقتدا کرتی ہین اور اونکے اوزان اور قوافی اور اسالیب قصاید کو اختیار کرتے ہین یا اشعار عجم کی پیروی کرتے ہین پس وہ لوگ اسمین بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اگر یہ شاعر اختراع کرنیوالا ہے انواع غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ کو اور اپنے استعارات اور بدائع وغیرہا مین ایسے عجب العجاب لایا کرتا ہے کہ جسکی نظیر سابقین مین نہین پائی جاتی بلکہ اسکو اپنے اونکے بعض صنائع سے اسطرح الیا ہی اور نظیر کو نظیر کے ساتھ اخذ کیا ہے اور ایک شے دوسری شی پر قیاس کرکے ایسے بحر کی اختراع کرنے پر قادر ہو گیا جسمین متقدمین نے کچھ کلام نکیا تھا

او اسلوبا جدیدًا کنظم المثنوی والرباعیۃ ورباعۃ الردیف اعنی کلمۃ تامۃ یعیدها
فی کل بیت بعد القافیۃ یفعل کل ذلک فی الشعر العربی فھو بمنزلۃ المجتھد
المطلق وان لم یکن مخترعًا وانما یتبع طرقھم فقط فھو بمنزلۃ المجتھد فی المذھب
وھکذا الحال فی العلم التفسیر والتصوف وغیرھا من العلوم فان قلت ما
السبب فی ان الاوائل لم یتکلموا فی اصول الفقہ کثیر کلامھم فلما انشا الشافعی
رحمہ اللہ تعالی تکلم فیھا کلاما شافیا وافاد واجاد قلت سببہ ان الاوائل
کان یجمع عند کل واحد منھم احادیث بلدہ واثارہ ولا یجمع احادیث
البلاد فاذا تعارضت علیہ الادلۃ فی احادیث بلدہ حکم فی ذلک
التعارض بنوع من الفراسۃ بحسب ما تیسر لہ ثم اجتمع فی عصر الشافعیؒ
احادیث البلاد جمیعھا فوقع التعارض فی احادیث البلاد ومختارات فقہاء ھم بین

ترجمہ یا ایک ایسے اسلوب جدید کی اختراع کرنے پر قادر ہوا کہ جسکو وہ نہ جانتے تھے
جیسے نظم مثنوی اور رباعی اور رباعۃ الردیف یعنے کلمہ تامہ ہر بیت مین بعد قافیہ کے اوسکا
اعادہ کرتا جاے اور ایسا ہی شعر عربی مین کرے پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق کے ہی اور اگر سی
نئے اسلوب وغیرہ کا اختراع کرنے والا نہین ہے اور فقط اونکے طرق ہی کی پیروی کرتا ہی
تو وہ بمنزلہ مجتہد فے المذہب کے ہے اور یہی حال علم تفسیر وتصوف وغیرہ تمامی
علوم کا ہی پس اگر تم کہو کیا سبب ہے کہ اوائل نے اصول فقہ مین بہت کلام نکیا
اور جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالے پیدا ہوئے تو اونہون نے اسمین کلام شافی اور
مفید اور جید کیا تو کہتا ہون مین کہ پہلے لوگون مین سے ہر شخص کے پاس
اسکے شہر کی حدیثین اور اثار مجتمع تھے اور تمامی شہرون کی حدیثین اکٹھا نہو ئی
تھین پس جب اونکے شہر کی حدیثون مین دلیلین متعارض ہوتین تو اوس
تعارض مین اپنی ایک طرح کی فراست سے جو اونکے لیے خدا کی طرف سے میسر تھی
حکم کرتے تھے پھر امام شافعی رح کے زمانے مین تمام شہرون کی حدیثین جب مجتمع
ہو گئین تو تمامی شہر کی حدیثون اور مختارات فقہا مین دوبارہ تعارض واقع ہوا

مرۃ فیما بین احادیث بلد واحادیث بلد آخر ومرۃ فی احادیث بلد واحد فیما بینہا وانتصر کل رجل بشیخہ فیما رائ من الفراسۃ فاتسع الخرق وکثر الشعب وھجم علی الناس من کل جانب من الاختلاف مالم یکن بحساب فبقوا متحیرین مدھوشین لا یستطیعون سبیلا حتی جائہم تائید من ربہم فالہم الشافعی رح قواعد جمع بہا بین المختلفات وفتح لمن بعدہ بابا ای باب وانقرض المجتہد المطلق المنتسب فی مذھب الامام ابیحنیفۃ رح بعد المائۃ الثالثۃ وذلک لانہ لایکون الا محدثا جہبذا واشتغالہم بعلم الحدیث قلیل قدیما وحدیثا وانما کان فیہ المجتہدون فی المذھب وھذا الاجتہاد اراد من قال ادنی الشروط للمجتہد حفظ المبسوط وقل المجتہد المنتسب فی مذھب مالک وکل من کان منہم بھذہ المنزلۃ فانہ لایعد تفردہ وجہا فی المذھب کابی عمر المعروف بابن عبد البر وکالقاضی ابی بکر بن العربی

ترجمہ ایک مرتبہ دو شہر کی حدیثوںمین اور ایک مرتبہ ایک ہی شہر کی حدیثوں مین اور ہر شخص نے اپنی اپنی فراست سے جو مناسب جانا اوسی سے اپنے اپنے شیخ کی پیروی کی پس رخنہ کشادہ ہوتا گیا اور اسکی بہت سی شاخین ہوگئین اور ہر طرف سے لوگون نے اختلاف مین بحساب ہجوم کیا اور لوگ حیران ومدہوش ہوگئے اور کسیطرف راہ نہ پا سکے یہانتک کہ خدا کی طرف سے اونکی تائید آئی اور امام شافعی رح ان قواعد کے ساتھ الہام کیے گئے پس اونہون نے اس سے درمیان مختلفات کے جمع کیا اور اپنے پچھلون کے لیے دروازہ اور عجیب طرح کا دروازہ کھولدیا ۔ اور مجتہد مطلق منتسب امام ابی حنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد منقطع ہوگئی اور اسکی یہ وجہ ہے کہ مجتہد مطلق منتسب وہی شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا محدث ہوا کرتا ہے اور ان لوگونکا اشتغال علم حدیث کے ساتھہ ہمیشہ کم رہا اسلیے ان لوگون مین مجتہد فی المذہب ہوا کیے اور یہی اجتہاد مراد لیا ہے جس شخص نے یہ کہا کہ ادنے شرط مجتہد کی مبسوط کا حفظ کرلینا ہے اور امام مالک کے مذہب مین مجتہد منتسب بہت کم ہوئے اور اونمین سے جو لوگ اس مرتبہ کے تہے اونکے تفرد مذہب مین کوئی وجہ نہین شمار کیگئی جیسے کہ ابی عمر المعروف بابن عبد البر اور قاضی ابی بکر ابن العربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض فى المائة التاسعة واضمحل المذهب فى اكثر البلاد الا هم الا ناس قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعي كمنزلة مذهب ابى يوسف ومحمد من مذهب ابيحنيفة الا ان مذهبه لم يجمع فى التدوين مع مذهب الشافعي كما دون مذهبهما مع مذهب ابيحنيفة فلذلك لم يعد مذهبا واحدا فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه مع مذهبه غيراعلى من تلقاها على وجهها واما مذهب الشافعي فهو اكثر المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا فى المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واسدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص الامام واشدها تميزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى على من مارس المذهب واشتغل بها

ترجمہ اور لیکن امام احمد کا مذہب پس یہ ہمیشہ سے کم رہا اور اسمین طبقہ طبقہ مجتہد ہوا کیے یہانتک کہ نوین صدی تک سب ختم ہو گئے اور اونکا مذہب اکثر شہرونمین مضمحل ہو گیا اور بہت تھوڑے آدمی مصر اور بغداد مین رہگئے اور منزلت مذہب احمد کے مذہب شافعی سے ایسے ہی جیسے کہ مذہب ابی یوسف اور محمد کے مذہب ابیحنیفہ رح سے ہی لیکن مذہب اونکا تدوین مین شافعی کے مذہب کے ساتھ جمع نہوا جیسا کہ اون دونون کا مذہب ابیحنیفہ کے مذہب کے ساتھ مجتمع ہوا اور اسلیے ہماری سمجھہ مین وہ دو مذہب شمار کیے گئے واللہ اعلم اور جو انکو مذہب کو بخوبی جانتا ہی اوسکے نزدیک اونکی تدوین سے اونکا مذہب غیر نہین معلوم ہوتا اور امام شافعی کے مذہب مین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور متکلم اور قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح بہت ہین اور انکا مذہب نیز اسانید مین بہت ٹھیک اور روایت مین قوی اور اپنے امام کے نصوص کے یاد رکھنے مین بڑا مضبوط اور اقوال امام اور وجوہ اصحاب مین بڑا تمیز کرنیوالا اور بعض اقوال اور بعض وجوہ کی ترجیح مین بڑا کوشان ہی چنانچہ یہ سب اوس شخص پر کہ جو مذاہب مین مہارت رکھتا ہی اور اونکے ساتھ مشتغل ہی پوشیدہ نہین ہی

وكان اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده في جميع مجتهداته حتى نشأ ابن شريح فاسس قواعد التقليد والتخريج ثم جاء اصحابه يمشون في سبيله ويسجون على منواله ولذلك يعد من المجددين على رأس المئتين والله اعلم ولا يخفى عليه ايضاً ان مادة مذهب الشافعي من الاحاديث والآثار مدونة مشهورة مخدومة ولم يتفق مثل ذلك في مذهب غيره فمن مادة مذهبه كتاب الموطا وذلك هو انكان متقدما على الشافعي فان الشافعي بنى عليه مذهبه وصحيح البخاري وصحيح مسلم وكتب ابي داؤد والترمذي وابن ماجة والدارمي ثم مسند الشافعي وسنن النسائي وسنن الدارقطني وسنن البيهقي وشرح السنة للبغوي اما البخاري فانه وانكان منتسبا الى الشافعي موافقاله في كثير من الفقه فقد خالفه ايضاً في كثير ولذلك لا يعد ما تفرد به من مذهب الشافعي

ترجمہ اور امام شافعی کے اوائل اصحاب اجتہاد مطلق کے مجتہد تہے اونمین کوئی ایسا نتہا جو اونکے جمیع مجتہدات مین اونکی تقلید کرتا یہانتک کہ ابن شریح ظاہر ہوئے پس اونہون نے تقلید اور تخریج کے قواعد کی بناڈالی پھر اونکے اصحاب آئے اور اوسی راہ مین چلے اور وہی کاروبار کرنے لگے اسلیے وہ دوسری صدی کے مجددونمین شمار کیے گئے واللہ اعلم اور اوسیرپہ یہبی پوشیدہ نہین ہر کہ شافعی رح کے مذہب کا مادہ احادیث اور آثار مدونہ مشہورہ مخدومہ سے ہے اور ایسا اتفاق انکے غیر کے مذہب مین نہوا پس مادہ مذہب امام شافعی سے کتاب موطا ہر اور چونکہ وہ امام شافعی سے مقدم ہے اسلیے امام شافعی نے اپنے مذہب کی بنا اوسپر رکھی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور کتاب ابی داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی اور سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور شرح السنہ لبغوی بھی اونکے مواد مذہب سے ہے لیکن بخاری پس اگرچہ وہ امام شافعی کیطرف منتسب اور فقہ مین اونکے بہت موافق ہین تو بہی بہت باتون مین اونکے مخالف ہین اسلیے جن باتون مین وہ متفرد ہین وہ امام شافعی کے مذہب سے نہین شمار کیا جاتا ہر

واما ابوداؤد والترمذی فهما مجتهدان منتسبان الی احمد واسحق وکذلک ابن ماجة
والدارمی فیما نری والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم جامع مسند الشافعی
والذین ذکرناهم بعده فهم منفردون لمذهب الشافعی یناضلون دونه واذا احطت
بما ذکرنا فانضح عندک ان من عاد بمذهب الشافعی یکون محروما عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم الحدیث قد ابی ان یناصح من لم یتطفل علی الشافعی
واصحابه وکن طفیلهم علی ادب فلا اری شافعیا اسوء الادب **باب**
حکایة ما حدث فی الناس بعد مائة الرابعة ثم بعد هذه القرون کان
ناس آخرون ذهبوا یمینا وشمالا وحدث فیهم امور منها الجدل
والخلاف فی علم الفقه وتفصیله علی ما ذکره الغزالی انه لما انقرض
عهد الخلفاء الراشدین المهدیین افضت الخلافة الی قوم
تولوها بغیر استحقاق ولا استقلال بعلم الفتاوی والاحکام

ترجمہ اور لیکن ابوداؤد اور ترمذی تو وہ دونوں مجتہد احمد اور اسحق کیطرف منتسب ہین
اور ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی کو بھی ہم سمجھتے ہین لیکن مسلم اور ابو العباس الاصم جامع
مسند شافعی رح اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے اونکے بعد کیا ہے وہ لوگ مذہب شافعی مین منفرد
اور کم درجے کے ہین اور جو ہمنے ذکر کیا ہے اوس سے جب تو خبردار ہوگا تو تجھپر واضح ہو جائیگا کہ
بیشک جو شخص امام شافعی کے مذہب سے عداوت رکھیگا وہ منصب اجتہاد مطلق سے محروم
رہیگا اور جو شخص شافعی اور اونکے اصحاب کا طفیلی نہین ہے علم حدیث کو اونکی مناصحت
سے انکار ہے پس ادب سے اونکا طفیلی ہو کیونکہ ہم کسی شافعی کو بے ادب نہین دیکھتے
باب حکایت اون امور کے جو لوگون مین چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئے ہین
اس زمانے کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو دہنے بائین جانے لگے اور اونمین بہت سے امر
حادث ہوئے بعض اونمین سے علم فقہ مین جدل اور خلاف ہے اور تفصیل اوسکی حسب بیان
امام غزالی کے یہ ہے کہ جب خلفاء راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو خلافت ایسے لوگون کی
طرف پہنچی جو اسکا استحقاق اور علم اور احکام کے ساتھ استقلال نہ رکھتے تھے

حکایة ما حدث فی الناس بعد المائة الرابعة

امور جو چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئے

فاضطروا الی الاستعانة بالفقهاء والی استصحابهم فی جمیع احوالهم وقد کان بقی من العلماء من هو مستمر علی الطراز الاول وملازم صفا الدین فکانوا اذا طلبوا هربوا واعرضوا فرای اهل تلك الاعصار عن العلماء واقبال الائمة علیهم مع اعراضهم فاشرابوا لطلب العلم توصیلا الی نیل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین واذلة بالاقبال علیهم الا من وفقه الله تعالی وقد کان من قبلهم قد صنف ناس فی علم الکلام واکثروا القال والقیل والایراد والجواب وتمهید طریق الجدل ووقع ذلك منهم بموقع من قبل ان کان من الصدور والملوك من مالت نفسه الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی من مذهب الشافعی وابی حنیفة فترك الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی المسائل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة رح علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف مع مالك وسفیان واحمد بن حنبل وغیرهم

ترجمہ پس وہ لوگ فقہا سے مدد لینے اور اونکو ہر حال مین ساتھ لیے رہنے مین لاچار ہوگئے اور اس وقت مین بعض بعض ایسے علما بھی باقی رہگئے تھے جو طرز اول پر برابر چلے جاتے تھے اور دین صفا کے ملازم تھے پس وہ لوگ جب طلب کیے گئے تو بھاگے اور اعراض کیا پس اوس زمانے کے لوگون نے علماؤنکا یہ اعراض اور بادشاہونکی اونپر یہ توجہ دیکھکر علم کو عزت اور جاہ کا سبب سمجھا اوسکو سیکھنے لگے پس فقہاء بعد اسکے کہ مطلوب تھے طالب علم ہوگئے اور بعد اسکے کہ سلاطین سے اعراض کرنے کے سبب عزیز تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوگئے مگر جنلوگونکو اللہ تعالے نے توفیق دی بچگئے اور انکے پہلے چند لوگونے علم کلام مین کتابین تصنیف کی تھین اور اوسمین بہت قال وقیل اور ایراد اور جواب اور طرق جدل کی تمہید کی تھی اور کم تھا اونمین سے پہلون کے موقع مین صدور اور ملوک مین سے کوئی ایسا نہ تھا جسکا نفس فقہ مین مناظرہ کرنے اور مذہب شافعی اور ابحنیفہ کی اولیت کے بیان کی طرف مائل نہو پس لوگون نے کلام اور فنون علم کو چھوڑ دیا اور علی الخصوص اون مسائل خلافیہ مین جو درمیان شافعی او ابحنیفہ کے ہین متوجہ ہوگئے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل وغیرہم مین جو خلاف ہین اسکی کچھ پروا

وزعموا ان غرضهم استنباط دقایق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید اصول الفتاوی واکثروا فیها التصانیف فی الاستنباطات ورتبوا فیها انواع المجادلات والتصنیفات وهم مستمرون علیه الی الآن لسنا ندری ما الذی قدر اللہ تعالیٰ فیما بعدها من الاعصار انتہی حاصلہ واعلم انی وجدت اکثرهم یزعمون ان بناء الخلاف من ابی حنیفۃ والشافعی علی هذه الاصول المذکورة فی کتاب البزدوی ونحوه وانما الحق ان اکثرها اصول مخرجۃ علی قولهم وعندی ان المسئلۃ القائلۃ بان الخاص مبین ولا یلحقہ البیان وان الزیادة نسخ وان العام قطعی کالخاص وان لا ترجیح بکثرة الرواة وانہ لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیہ اذا انسد باب الرای ولا عبرة بمفہوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر هو الوجوب البتۃ وامثال ذلک اصول مخرجۃ علی کلام الائمۃ وانہ لا تصح بہا روایۃ عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ وانہ لیست المحافظۃ علیہا

ترجمہ اور اونہون نے یہ خیال کیا کہ غرض اونکی استنباط دقایق شرع اور تقریر علل مذہب اور تمہید اصول فتاوی ہو اور ہمین اور استنباطات مین اونلوگون نے بہت تصنیفین کین اور ہمین انواع مجادلات اور تصنیفات کی ترتیب کی اور وہ لوگ اب تک برابر اسی حالت پر ہین اور ہم نہین جانتے کہ ہمارے پیچھے کے زمانون مین اللہ تعالے نے اونکے لیے کیا مقدر کیا ہو تمام ہوا حاصل کلام غزالی کا اور جانو مین نے اکثرون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بنا خلاف ابحنیفہ اور شافعی رح کے انہین اصول پر ہو جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہی حالانکہ حق یہ ہو کہ اکثر انہین کے اونکے قول پر اصول مخرجہ ہین اور ہمارے نزدیک مسئلے جو کہے جاتے ہین کہ خاص مبین ہی اور اوسکو بیان لاحق نہین ہوتا اور زیادت نسخ ہو اور عام خاص کے مانند قطعی ہو اور کثرت رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی اور جب رای کا دروازہ بند ہو جاے تو غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور مفہوم شرط اور وصف کا کچھ اعتبار نہین اور موجب امر کا یقیناً وجوب ہے اور ایسکے مانند سب اصول اماموں کے کلام سے نکالے گئے ہین انکی روایت ابحنیفہ رح اور صاحبین سے بطور صحیح نہین ثابت ہو سکتی اور اسپر محافظت بہی نہین کی گئی

والتكلف فی جواب ما یرد علیها من صنائع الاوائل المتقدمین فی استنباطهم کما یفعله البزدوی وغیره احق من المحافظة علی خلافها والجواب عما یرد علیه مثاله انهم اصلوا ان الخاص مبین ولا یلحقه البیان وخرجوه من صنیع الاوائل فی قوله تعالی وَاسْجُدُوا وَارْكَعُوا وقوله صلی الله علیه وسلم لا تجزئ صلوة الرجل حتی یقیم ظهره فی الرکوع والسجود حیث لم یقولوا بفرضیة الاطمینان ولم یجعلوا الحدیث بیانا للآیة فورد علیهم صنیعهم فی قوله تعالی وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ ومسحه صلی الله علیه وسلم علی ناصیته حیث جعلوه بیانا وقوله تعالی اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا الآیة وقوله تعالی اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا الآیة وقوله تعالی حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وما لحقه من البیان بعد ذلک فتکلفوا الجواب کما هو مذکور فی کتبهم وانهم اصلوا ان العام قطعی کالخاص فخرجوه من صنیع الاوائل فی قوله تعالی فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وقوله صلی الله علیه وسلم لا صلوة الا بفاتحة الکتاب حیث لم یجعلوه مخصصا

اور تکلف کرنا اوسکے جواب مین کہ وارد ہوا ہے اوسپر صنائع اوائل متقدمین سے اونکی استنباط مین جیسا کہ بزدوی وغیرہ نے کیا ہے احق ہے اوسکے خلاف پر محافظت کرنی اور اوسکے اعتراضات کے جواب دینے سے مثال اوسکے یہ ہے کہ اون لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان لاحق نہین ہوتا اور اسکو اون لوگون نے صنیع اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول (واسجدوا وارکعوا) مین اور پیغمبر صلعم کے قول لا تجزی صلواۃ الرجل الخ مین ہے چنانچہ وہ لوگ فرضیت اطمینان کے نہ قائل ہوے اور آیت کو حدیث کا بیان نہ قرار دیا ایس وارد ہوا اونکے عمل سے جو وارد ہوا خداوند تعالی کے اس قول مین وامسحوا برؤسکم اور پیغمبر صلعم کے اپنی پیشانی پر مسح کرنے کو اونلوگون نے اسکا بیان قرار دیا ہے اور قول خداوند تعالی کا الزانیۃ والزانی فاجلدو الآیۃ اور السارق والسارقۃ فاقطعوا الآیہ اور حتے تنکح زوجا غیرہ اور وہ جنکو بعد اسکے بیان لاحق ہوا ایس لوگون نے اسکے جواب مین تکلف کیا جیسا کہ یہ سب انکی کتابون مین مذکور ہے اور اون لوگون نے یہ اصل قائم کی کہ عام خاص کے مانند قطعی ہے اور اسکو عمل اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول فاقرؤا ما تیسر من القرآن اور پیغمبر صلعم کے قول لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب مین ہے چنانچہ اون لوگون نے اسکو اسکا مخصص نہ ٹھہرایا

وفی قوله صلی اللہ علیه وسلم فیما سقت العیون العشر الحدیث وقوله صلی اللہ علیه
وسلم لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة حیث لم یخصوه ونحو ذلک من المراد ثم ورد
علیهم قوله تعالی فما استیسر من الهدی وانما هو الشاة فما فوقه ببیان النبی صلی اللہ
علیه وسلم فتکلفوا فی الجواب وکذلک اصلوا ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف
وخرجوه من صنیعهم فی قوله تعالی فمن لم یستطع منکم طولا الآیة ثم ورد علیهم کثیر
من صنائعهم کقوله صلی اللہ علیه وآله وسلم فی الابل السائمة زکوة فتکلفوا فی
الجواب واصلوا ان لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیه اذا انسد به باب الرای
وخرجوه من صنیعهم فی ترک حدیث المصراة ثم ورد علیهم
حدیث القهقهة وحدیث عدم فساد الصوم بالاکل
ناسیا فتکلفوا فی الجواب وامثال ما ذکرنا کثیر لا یخفی علی المتتبع

ترجمہ اور قول مین پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم کے فیما سقت العیون العشر الحدیث اور قول
پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم لیس فی مادون خمسة اوسق صدقة مین ہی چنانچہ اونلوگون نے
اوسکو اوسکا مخصص نہ قرار دیا اور مانند اسکے اور بہت سی مرادین ہین پھر اونلوگون
پر وارد ہوا قول اللہ تعالی کا فما استیسر من الهدی اور سواے اسکے نہین ہی کہ وہ ایک
بکری ہی یا اس سے زیادہ نبی صلی اللہ علیه وسلم کے بیان سے پس لوگون نے اسکے
جواب مین تکلف کیا اور ایسا ہی اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ مفہوم شرط کا کچھ اعتبار
نہین اور اسکو اون لوگون نے اونکے عمل سے نکالا جو اللہ تعالے کے قول فمن لم
یستطع منکم طولا الایة مین ہی پھر وارد ہوئے اونپر بہت سے اعتراضات اونکی صنائع
سے مانند قول پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم کہ ابل سائمہ مین زکوة ہی پس لوگون نے اسکے جواب
مین تکلف کیا اور اسی طرح سے اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ جب رای کا دروازہ بند ہوجاے
تب غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور اسکو اونلوگون نے حدیث مصرات کے
ترک کرنیکے تعامل سے نکالا پھر اونپر حدیث قہقہہ اور بھولکر کہانے سے روزہ کے نہ فاسد ہونیکے
وارد ہوئے تب اون لوگون نے جواب مین تکلف کیا اور مثل اسکے کہ ہمنے ذکر کیا ہی بہت ہین اور تلاش

ومن لم يتبع لا تكفيه الاطالة فضلا عن الاشارة ويكفيك دليلا على
هذا قول المحققين في مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر بالضبط
والعدالة دون الفقه اذا انسد باب الرأي كحديث المصراة ان هذا مذهب
عيسى بن ابان واختاره كثير من المتأخرين وذهب الكرخي وتبعه كثير من العلماء
الى عدم اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على القياس وقالوا لم ينقل هذا القول عن
اصحابنا بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر
ابي هريرة في الصائم اذا اكل او شرب ناسيا وان كان مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة لولا الرواية لقلت
بالقياس ويرشدك ايضا اختلافهم في كثير من التخريجات اخذا من صنيعهم ورد بعضهم على بعض
وجدت بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد في هذه الشروح الطويلة وكتب الفتاوى الضخمة فهو
قول ابي حنيفة وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج وبين ما هو قول في الحقيقة

ترجمہ اور جو شخص نہین تلاش کرتا ہی اوسکے لیے طول دینا بھی کافی نہین ہی چہ جائیکہ اشارہ کرنا
اور اسکی دلیل کے لیے محققین کا یہ قول اس مسئلے مین کافی ہی کہ واجب نہین ہی عمل اوس شخص
کی حدیث پر جو ضبط اور عدالت کی ساتھہ مشتہر ہو سوا فقیہ کے جب دروازہ رای کا بند ہو جاتا ہے جیسے
حدیث مصرات کی یہ مذہب عیسی بن ابان کا ہی اور اسکو بہت سے متاخرین نے اختیار کیا ہی اور
کرخی بھی اسیطرف گئے ہین اور بہت سے علماء نے انکی پیروی کی ہی یعنے عدم اشتراط فقہ راوی
واسطے مقدم ہونے خبر کے اوپر قیاس کے اور کہا اونلوگون نے کہ نہ نقل کیا گیا ہی یہ قول ہمارے اصحاب سے
بلکہ اونسے یہ منقول ہی کہ خبر واحد مقدم ہی قیاس پر کیا تم نہین دیکھتے کہ اونلوگون نے ابی ہریرہ کے خبر پر
اوس روزہ دار کے بیان مین جسنے بھولے سے کھا پی لیا عمل کیا ہی اگرچہ قیاس کے مخالف ہی یہانتک
کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر روایت نہوتی تو مین قیاس سے کہتا اور تیری رہنمائی اونکے اس اختلاف سے
بھی ہو سکتی ہی جو بہت سے تخریجات مین اونکے تعامل سے لیکر اور اونکی باہم ایک دوسرے کی تردید سے واقع
ہوا ہی اور اونمین سے بعض کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ لمبی لمبی شرحین اور بڑے بڑے
فتاوی کی کتابین جو پائی جاتی ہین یہ سب ابو حنیفہ اور اونکے دونون صاحبون کے قول ہین حالانکہ
یہ لوگ اوس قول کو درمیان جدا نہین کرتے جو اونکی قول سے نکالے گئے ہین اور جو حقیقت مین اونکا قول ہی

ولا يحصل معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا ولا يميز
بين قولهم قال ابوحنيفة كذا وبين قولهم جواب المسئلة على قول ابي حنيفة كذا
ولا يصغى الى ما قاله المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن النجيم في
مسئلة العشر في العشر ومسئلة اشتراط البعد من الماء ميلا في التيمم وامثالهما ان ذلك
من تخريجات الاصحاب وليس مذهبا في الحقيقة ووجدت بعضهم يزعم
ان بناء المذهب على هذه المحاورة الجدلية المذكورة في المبسوط السرخسي
والهداية والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس
عليه بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتاخرون توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير
ذلك والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك يحل كثيرا منها مما مهدناه في هذا الكتاب

ترجمہ اور اونکے قول على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا کے کچهه
معنی نهین بوجهتے اور درمیان اونکے قول قال ابوحنیفة كذا اور درمیان اونکے
قول جواب المسئلة على قول ابي حنيفة كذا مین کچهه تمیز نهین کرتے اور چاهیے که نه کان
لگایا جاے اوسکی طرف جسکو محققین حنفیین مثل ابن الهمام اور ابن النجیم نے مسئله
ده در ده مین اور تیمم مین ایک میل پانی دور هونے کی شرط مین اور انکے مانند
اور مسئلون مین کها هے یه سب تخریجات اصحاب سے هے اور حقیقت مین کوئی
مذهب کی بات نهین اور همنے بعضون کو پایا که وه یه خیال کرتے هین که بنا مذهب
کی انهین محاورات جدلیه پر هے جو مبسوط سرخسی اور هدایه اور تبیین وغیره مین مذکور
هے اور یه نهین جانتے که پهلے پهل اسکو اون لوگون مین معتزله نے ظاهر کیا
اور اسپر اونکے مذهب کی بنا نهین هے اسکے بعد متاخرین نے ازراه کشادگی
کے اور طالبین کے ذهن تیز کرنے کے لیے یا ایسی اور مصلحتون کی غرض سے
اسکو پسند کیا والله اعلم اور یه شبهات اور شکوک بهت سے اون مضامین کو
جنکو مین نے اس کتاب مین تمهیدًا بیان کیا هے حل کرتے هین +

ووجدت بعضهم یزعم ان هنالک فرقتین لا ثلث لهما الظاهریة واهل الرای وان کل من قاس واستنبط فهو من اهل الرای کلا والله بل لیس المراد بالرای نفس الفهم والعقل بان ذلک لا ینفک من احد من العلماء ولا الرای الذی لا یعتمد علی سنة اصلا فانه لا ینتحل مسلم البتة ولا القدرة علی الاستنباط والقیاس فان احمد واسحق بل الشافعی ایضا لیسوا من اهل الرای بالاتفاق وهم یستنبطون ویقیسون بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد المسائل المجمع علیها بین المسلمین او بین جمهورهم الی التخریج علی اصل رجل من المتقدمین وکان اکثر امرهم حمل النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول دون تتبع الاحادیث والاثار والظاهری من لا یقول بالقیاس ولا باثار الصحابة والتابعین کداود وابن حزم وبینهما المحققون من اهل السنة کاحمد واسحق

ترجمہ اور بعضون کو مین نے پایا کہ وہ خیال کرتے ہین کہ یہان دو ہی فرقے ہین انکے سوا کوئی تیسرا نہین ظاہریہ اور اہل رای اور جو قیاس اور استنباط کرے وہ اہل رائے سے ہے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہین بلکہ رائے سے نفس فہم اور عقل مراد نہین ہے کیونکہ یہ کسی عالم سے جدا نہین اور نہ وہ رائے کہ جسکا کسی سنت پر اصلا اعتماد نہو کیونکہ اسکو کوئی مسلمان اختیار نہین کرسکتا اور نہ قدرت اوپر قیاس اور استنباط کے مراد ہے کیونکہ احمد اور اسحق رحمہما اللہ تعالے بلکہ شافعی رح بھی بالاتفاق اہل رائے سے نہین ہین حالانکہ یہ لوگ بھی استنباط اور قیاس کرتے تھے بلکہ مراد اہل رائے سے وہ قوم ہے جنے مسلمانون یا اونکے جمہور کے درمیان مسائل کے مجتمع ہوجانے اور اون سب لوگون کے اوپر اجماع کرنے کے بعد متقدمین سے ایک شخص کی اصل پر تخریج کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اکثر شان اونکی نظیر کو نظیر پر حمل کرنا اور اصلون مین سے کسی اصل کیطرف رد کرنا تھا نہ احادیث اور آثار کا تلاش کرنا اور ظاہری وہ ہے جو قیاس کا قائل ہے اور نہ آثار صحابہ اور تابعین کا مثل داود و ابن حزم کے اور درمیان مین محققین اہل سنت ہین مثل احمد اور اسحق کے

ومنها انهم اطمانوا بالتقليد ودب التقليد فی صدورهم دبیب النمل وهم لا يشعرون وكان سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم فيما بينهم فانهم لما وقعت فيهم المزاحمة فی الفتوی كان كل من افتی بشیٔ نوقض فی فتواه ورد عليه فلم ينقطع الكلام الا بالمصير الی تصريح رجل من المتقدمين فی المسئلة وايضا جور القضاة فان القضاة لما جار اكثرهم ولم يكونوا امناء لم يقبل منهم الا ما لا يريب العامة فيه ويكون شيئا قد قيل من قبل وايضا جهل رؤس الناس واستفتاء من لا علم له بالحديث ولا بطريق التخريج كما ترى ذلك ظاهرا فی اكثر المتاخرين وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفی ذلك الوقت يسمی غير المجتهد فقيها وفی ذلك الوقت يلبسوا علی التعصب

ترجمہ اور بعض اوسمین سے یہ ہے کہ اونمین سے بعض تقلید کرکے مطمئن ہوگئی اور تقلید اونکے دلون مین چیونٹی کی طرح ایسے طور سے گہسگئی کہ اونکو کچہہ خبر نہوئی اور اسکی وجہ فقہا ونکی ایک دوسرے کی مزاحمت اور آپس کی لڑائی تہی کیونکہ اون لوگون کے فتوون مین جب مزاحمت ہوتی تو ہر شخص جو فتوای دی ہوتا اوسکے فتوٗون مین نقص کیا جاتا اور اوسکی تردید کی جاتی پس یہ کلام نہ منقطع ہوتا مگر اوس مسئلے مین متقدمین مین سے کسی شخص کی تصریح کی طرف رجوع ہونے سے اور اسکا ایک سبب قاضیون کا ظلم ہے کیونکہ جب اکثر قاضیون نے ظلم کیا اور لوگ امین نرہے تو اونسے نہ قبول کیا جاتا مگر وہی امر جسمین عام لوگ شک نکرتے اور اوسکے پہلے ہی اوسمین کچہہ کہا گیا ہوتا اور ایک سبب اسکا سردارون کا جہل اور اون لوگون کا فتوے دینا بہی ہے جنکو علم حدیث اور طریق تخریج کا کچہہ بہی علم نتہا جیسا کہ تم اسکو ظاہر ہر اکثر متاخرین مین دیکہتے ہو اور ابن ہمام وغیرہ نے اسپر خوب ہی تنبیہ کی ہے اور اسوقت مین غیر مجتہد کا نام فقیہ رکہا گیا اور اسیوقت مین لوگ تعصب سے مخلوط ہوگئے ۔+

والحق ان اکثر صور الخلاف بین الفقهاء لاسیما فی المسائل التی ظهر فیہا اقوال الصحابۃ فی الجانبین کتکبیرات التشریق وتکبیرات العیدین ونکاح المحرم وتشہد ابن عباس وابن مسعود والاخفاء بالبسملۃ وبامین والاشفاع والایتار فی الاقامۃ ونحو ذلک انما ہو فی ترجیح احد القولین وکان السلف لایختلفون فی اصل المشروعیۃ وانما کان خلافہم فی اولی الامرین ونظیرہ اختلاف القراء فی وجوہ القراءات وقد عللوا کثیرا من ھذا الباب بان الصحابۃ مختلفون وانہم جمیعا علی الہدی ولذلک لم یزل العلماء یجوزون فتاوی المفتین فی المسائل الاجتہادیۃ ویسلمون قضاء القضاۃ ویعملون فی بعض الاحیان بخلاف مذہبہم ولذا لا تری الائمۃ المذاہب فی ھذا المواضع الا وہو یصحح القول ویبینون الخلاف یقول احدہم ھذا احوط وھذا ہو المختار وھذا احب الی ویقول ما بلغنا الا ذلک وھذا کثیر فی المبسوط واثار محمد وکلام الشافعی

ترجمہ اور حق بات یہ ہے کہ اکثر صورتین خلاف کی جو درمیان فقہا کے واقع ہین خاص اون مسائل مین جنمین اقوال صحابہ رض ظاہر ہین وہ دونون جانب ہین جیسے تکبیرات تشریق اور تکبیرات عیدین اور نکاح محرم اور تشہد ابن عباس اور ابن مسعود رض اور بسم اللہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا اور اقامت کو جفت اور طاق کہنا وغیرہ سوا اسکے نہین کہ اسمین خلاف دو قولونمین سے ایک قول کی ترجیح مین ہے اور سلف اسکی اصل شرعیت مین مختلف نتھی اور سوا اسکے نہین کہ اونکا خلاف ان دو امرونمین سے بہلے امر مین تھا اور اسکے نظیر قاریونکا اختلاف وجوہ قرأت مین ہے اور بہتون نے اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ صحابہ رض مختلف تھے اور وہ سب ہدایت پر تھے اور اسلیے برابر علما مفتیونکے فتوونکو مسائل اجتہادیہ مین جائز رکھتے رہے اور قاضیونکے فیصلے تسلیم کرتے اور بعض وقت اپنے مذہبکے خلاف کر عمل کرتے رہے اور اسلیے تم نہین دیکھتے ہو ائمہ مذاہب کو ایسے مقام پر مگر یہی کہ وہ تصحیح ہی کرتے ہین قولونکے اور ثابت کرتے ہین خلاف کو کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ یہ احوط ہے اور یہ مختار ہے اور یہ میرے نزدیک محبوب تر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ہمکو کچھ نہین پہونچا مگر یہی اور یہ بسوط اور اثار محمد اور کلام شافعی رحمہما اللہ مین بہت ہے ✦

ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم فقرروا الخلاف وبنوا على مختار ائمتهم والذي يروى من السلف من تاكيد الاخذ بمذهب اصحابهم وان لا يخرج منها بحال فان ذلك الامر جبلي فان كل انسان يحب ما هو مختار اصحابه وقومه حتى في الزي والمطاعم او لصولة ناشئة من ملاحظة الدليل ولنحو ذلك من الاسباب فظن البعض تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرء البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا يجهر بها ومنهم من كان يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقيء ومنهم من لا يتوضئ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضئ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما مسته النار ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض

ترجمہ پھر اسکے بعد ایسے لوگ آئے جنھون نے قوم کے کلام کو مختصر کیا اور خلاف کو ثابت رکھا اور اپنے اماموں کی مختارات پر اور اُسپر جو سلف سے اپنے اصحاب کے مذاہب کی تاکید مین روایت کیا گیا تھا اور کہے کہ اُس سے کسی حال مین وہ خارج نہو نگے کیونکہ یہ امر ایک خلقی ہے کہ ہر انسان اپنے اصحاب اور قوم کی مختار چیز کو یہانتک کہ روش اور کھانے پینے کی چیز کو بھی پسند کرتا اور دوست رکھتا ہے اور تقلید کے سببون مین سے ایک سبب وہ دبدبہ ہے کہ جو ملاحظ دلیل سے پیدا ہوا ہو اور اسکے مانند بہت سے اسباب ہین پس بعضون نے اسکو تعصب دینی خیال کیا حالانکہ یہ اونسے بہت دور ہے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین وہ لوگ تھے جو بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض اونمین وہ لوگ تھے جو اسکو نہ پڑھتے تھے اور بعض اونمین وہ تھے جو اسکو زور سے پڑھتے تھے اور بعض اونمین وہ تھے جو زور سے نہ پڑھتے تھے اور بعض فجر مین قنوت پڑھتے تھے اور بعض اسمین قنوت نہ پڑھتے تھے اور بعض حجامت اور رعاف اور قے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نکرتے تھے اور بعض ذکر کے چھونے سے اور عورتون کو شہوت کے ساتھ چھونے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور بعض شتر کے گوشت کھانے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور باوجود اسکے بھی بعض اونکے بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے +

مثلاً كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية
وغيرهم وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرًا ولا جهرًا وصلى الرشيد اماماً وقد احتجم
فصلى الامام ابو يوسف خلفه ولم يعد وكان افتاه الامام مالك بانه لا وضوء عليه
وكان الامام احمد بن حنبل يرى الوضوء من الرعاف والحجامة فقيل له فان كان
الامام الحجامة قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه فقال كيف لا اصلي خلف
الامام المالك وسعيد بن المسيب وروى ان ابا يوسف ومحمداً كانا يكبران في العيدين
تكبير ابن عباس لان هارون الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي الصبح
قريبا من القبر الى حنيفة فلم يقنت تادبا معه وقال ايضا ربما انحدرنا الى مذهب اهل
العراق وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد ما ذكرنا منه سابقا وفي البزازية عن الامام الثاني
وهو ابو يوسف انه صلى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة
ميتة في بئر الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا انتهى

ترجمہ مثلاً ادسکے کہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور شافعی وغیرہ مدینے کے مالکی وغیرہ اماموں کے
پیچھے نماز پڑھتے ہین اگرچہ وہ لوگ بسم اللہ کو نہ چپکے پڑھتے ہین اور نہ ظاہر پڑھتے ہین اور رشید نے پچھنے لگا کر نماز
پڑھائی اور ابی یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑھی اور نہ دوہرائی اور امام مالک نے اسکو فتوی دیا تھا کہ اسپر وضو نہین ہے
اور امام احمد بن حنبل رح رعاف اور حجامت سے وضو تجویز کرتے تھے پس اونسے کسی نے کہا کہ اگر امام نے پچھنے
لگائے اور اوس سے خون نکلا اور اوسنے وضو نکیا تو کیا تم اوسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو تو امام احمد نے جواب دیا
کہ مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے مین کیونکر نماز نہ پڑھونگا اور مروی ہے کہ ابو یوسف اور محمد عیدین مین ابن
عباس کی تکبیر کہا کرتے تھے کیونکہ ہارون رشید اپنے دادا کی تکبیر دوست رکھتا تھا اور امام شافعی رح نے
ابحنیفہ رح کی قبر کے پاس فجر کی نماز پڑھی تو اونسے ادب کر کے قنوت نہ پڑھی اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی ہم اہل عراق کے
مذہب کیطرف اُتر پڑتے ہین اور جسکو ہمنے پہلے بیان کیا ہے اوسکو امام مالک نے منصور اور ہارون رشید سے
کہا تھا اور بزازیہ مین امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونہون نے جمعہ کے روز حمام مین غسل کر کے
لوگونکو نماز پڑھائی اور نماز پڑھکر لوگ چلے گئے تب اونکو اسبات کی خبر دیگئی کہ حمام کے کنوئین مین
ایک مرا ہوا چوہا پایا گیا تو ابی یوسف نے کہا کہ اسوقت اپنے مدینے والے بھائیون کے اُس قول پر عمل

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمقات في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم اسماء الرجال
ومعرفة مراتب التجريح والتعديل ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه وحديثه ومنهم من
تفحص عن نوادر الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع ومنهم من كثر القيل و
القال في اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب وتفصى
وعرف وقسم فحرر وطول الكلام تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب بفرض الصور
المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها عاقل وبتجب العمومات والايماءات من
كلام المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه عالم ولا جاهل وفتنة هذا الجدل و
الخلاف والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا في الملك وانتصر كل رجل لصاحبه
فكما اعقبت تلك ملكا عضوضا ووقائع صما وعميا فكذلك اعقبت هذه جهلا
واختلاطا وشكوكا ووهما ما لها من ارجاء فنشأت بعدهم قرون على
التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدل من الاستنباط

اور انہی میں سے یہ کہ ان میں سے بہت لوگ ہر فن کے تعمقات کیطرف متوجہ ہوئے پس ان میں سے
بعض لوگوں نے یہ خیال کیا کہ وہ علم اسماء رجال اور مراتب تجریح اور تعدیل کی بنیاد کو درست کرتے ہین پھر
اس سے نئی اور پرانی تواریخ کیطرف نکلجاتے ہین اور انہین سے بعض نوادر اور غرائب اخبار کی کھوج مین
رہے اگرچہ حد موضوع مین داخل ہوجاوے اور انہین سے بعضون نے اصول فقہ مین بہت ہی قیل و
قال کی اور ہر ایک نے اپنے اصحاب کیلیے قواعد جدلیہ استنباط کیے اور اپنے مخالفین پر ایرادات وارد کرنے مین
بہت دور تک چلے گئے اور انکے اعتراضات کے جواب دیئے اور ہر طرح انسے گلو خلاصی کی اور نہایت صفائی
سے تعریف اور تقسیم کی اور کبھی کلام کو بہت طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض انمین ادھر ہی چلے گئے جو
صور مستبعدہ کے فرض کرنے مین چلے گئے جو اس لائق نہین کہ انسے کوئی عاقل تعرض کرتا اور مخرجین
وغیرہ کے کلام سے ایسے عمومات اور اشارات کو پسند کیا جنکے سننے کو کوئی عالم اور نہ کوئی جاہل پسند کرتا ہے
اور اس جدل اور خلاف اور تعمق کا فتنہ اس پہلے فتنے کے قریب تھا جب لوگ ملک گیری مین جھگڑے اور ہر ایک
نے اپنے دوست کی مدد کی پس جیسے اسکے پیچھے ظالم بادشاہ اور بہرے اندھے واقعے واقع ہوے ایسی ہی اسکے
پیچھے ایسے جہل اور اختلاف اور شکوک اور وہم آپڑے جنکے دفع کی امید نہین اور انکے بعد کے زمانے کے

Checked

فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق الذي حفظ اقوال الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذها كهذ الاسمار بقوة لحييه ولا اقول ذلك كليا مطردا فان لله طائفة من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله في ارضه وان قلوا ولم يأت قرن بعد ذلك الا وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمأنوا بترك الخوض في امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون ۞ والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه التكلان وهذا آخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة المسماة بالانصاف في بيان اسباب الاختلاف

والحمد لله تعالى اولا واخرا وظاهرا وباطنا

ترجمہ پس فقیہ اسوقت وہی مونہہ پھٹ ہی جو فقہاؤن کے قوی اور ضعیف قولونکو بغیر تمیز کی یاد رکہتا اور کلہ درازی سے بکے جاتا ہی اور محدث وہ ہی جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرتا ہی اور اونہہ زوری سے اونکو ناسوتن کے مانند اوڑائے جاتا ہی اور مین اسکو بطور کلی اور عموم کے نہین کہتا کیونکہ اللہ تعالی کے بندون مین سے ایک جماعت کے ایسے لوگ بہی ہین جنکو اونکے مخالفین کچہہ ضرر نہین پہونچا سکینگے اور وہی لوگ اللہ تعالی کی زمین مین حجۃ اللہ ہین اگرچہ وہ بہت ہی کم ہین اور اسکے بعد کوئی زمانہ نہ آئیگا مگر اوسکے لوگ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ اور لوگون کے سینون سے امانت کے بڑے نکالنے والے ہونگے یہانتک کہ امر دین مین خوض کو چہوڑ کر مطمئن ہو بیٹھینگے اور یہ کہینگے کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک طور پر پایا اور ہم اونہین کے پیرو ہین اب اللہ ہی سے اسکی شکایت ہی اور وہی مددگار ہے اور اوسی پر اعتماد اور بہروسا ہے اور یہ آخر اسکا ہے جسکو ہمنے اس رسالہ مین لانے کا ارادہ کیا جسکا نام انصاف فی بیان اسباب الاختلاف ہے اور خدا ہی کی تعریف ہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن مین ۞

واہ وا اسعاف ہی کیا ترجمہ انصاف کا طبع کی تاریخ یونکلی بکلک عشرت ذی رقم	**تاریخ طبع**	صاحب انصاف ہی صحیح و الہی ہی حوالہ واقعات یادگار صالحان منصفان ١٣ھ
کیا چہپا یہ واقعات فقہدان فاضلان یہ لکہی تاریخ عشرت نے جبین اخلاف پر	**ایضاً**	جو ورق ہی مثل لوح آئینہ شفاف ہی بے عدیل انصاف کا ترجمہ اسعاف ہی ١٣ھ

الخاتمة من المترجم

تمت الاشعار من ترجمة الانصاف للشيخ المحقق الكامل صدر الافاضل وفخر الاماثل المؤيد بتائيد الله القوی مولانا المکرم الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی فی یوم الثامن من شہر ربیع الثانی بعد الاربع وثلثہ عشرة مائۃ من الہجرۃ من انزلت علیہ السبع المثانی علی ید مترجمہ العبد المذنب الراجی الی اللہ محمد المدعو بعبد اللہ غفرلہ اللہ ووفقہ بما یحبہ ویرضاہ واوصلہ الی غایۃ ما یتمناہ ابن المکرم المجد الشہید حافظ فتح محمد ابن المہاجر الی اللہ العلی الحاج الشیخ رمضان علی غفر لہ اللہ العلی فی مدۃ اقامتہ فی بلدۃ ہی فائقۃ البلدان البنگالیۃ یعنی بہا الکلکتہ علی حسب اقتراح سمیی المکرم ذی الجاہ مولی الحکیم محمد عبد اللہ اللکھنوی صانہ اللہ عن غیابات الغوی والمرجو من واہب العطایا والمنن الذی تزول باسمہ الغطایا والشجن ان یقبلہ بعین عنایتہ ویضعہ تحت کنف حمایتہ وافاد منہا الجانح والطالب والناجح والراغب وقام بہا عماد الدین وارکان المسلمین سیما الذین وقعوا فی مہالک التقلید وعدموا وسجوا مسالک الحدیث وقدموا وافرطوا فیہا بما لا مزید علیہ وفرطوا بما ہم لدیہ انا للہ وانا الیہ راجعون وانا الی ربنا لمنقلبون اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی بما یصلح بہ کوشی وعیبتی المرجو ممن شرح صدر القہم بریاض ہذہ الترجمۃ وتبصروا بہذہ التبصرۃ ان وجدوا فیہا شیئا من الافراط والتفریط او التخدیش والتخلیط او الاعوجاج فی صنعۃ الترجمۃ او الانزعاج فی خدمۃ ہذہ التکرمۃ فیصفحوا عنی ویعفوا منی لانی لباس لناس اول لباس وعلی کانت عندی الا نسخۃ واحدۃ من المتن وہی مشحونۃ بانواع الحشو والخدشۃ واللحن فکیف ما کان حتی الامکان شمرت الساق لتحشیتہ وتصحیحہ وتہذیبہ وتنقیحہ ومع ہذا ان بقی وعر وخلاء فہو محل عذری وموقع تندری لان النفس لا یکلف الا وسعہا وغہا لہا ما لہا وعلیہا ما علیہا؛

التماس الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب انصاف ہم باسمے مصنفہ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مع ترجمہ اسعاف مترجمہ جناب مولوی محمد عبد اللہ ساکن ضلع جہیر دلپع ہوکر تیار ہوگئی اس کتاب مبین فی الحقیقت مصنف صاحب نے بلا طرفداری کسی فریق کے انصاف کیا ہے اور احباب حضرت رسالت مآب خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

غلط نامہ کتاب انصاف فی بیان سبب الاختلاف مع ترجمہ اسعاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح		عنہ الاعنی	عن الآفات الاعنی	"	"	او سیکے	او سیکے ساتھ	".	۱۸	ملا دیا	ملا دیا تھا
۳	۳	نسائل	المسائل	"	۲۲	تخریج	تخریج ہونے	"	۲۲	کہ ایک	کہ یہ ایک
۴	حاشیہ سطر ۱	پوچھتے گ	پوچھتے ہیں لوگ	"	حاشیہ سطر ۱	دانتون	دانتون میں خوب	۳۱	۲	فاتس	فاسس
۶	۶	المجسوس	المجوس	۲۲	۵	بتعدده	بتعدود	"	۷	ھم	تاھم
"	"	بخیر	بخیر	۲۳	۱۶	بلند	مانند	".	۱۸	لابدی ہی	لابدی امر
"	۹	نظ	صلعم	"	۱۹	جگریدن	جگریدن کو	"	۲۳	جواب	جواب سکہ
"	۱۱	جدہ کی پرا	جدہ کی میراث	"	۲۰	ٹبرھکر	ٹبرھکر عالم	۳۲	۱۴	پاس پاس	پاس
۷	۵	ثم	ثم النجم	"	۲۲	مختارا انکو	مختارات کو	۳۴	۷	عنہما	عنہا
"	۸	التی دار	التی ادار	"	۲۳	زمین	زمین مین	"	۲۰	ہر شخص	ہر شہر
"	"	فطر الحکم	فنزدا الحکم	"	سطہ	بہت بہت	پہٹ پہٹ	۳۵	۱	وام عن	وامعن
"	۹	ذلک وقع	ذلک وقع	۲۴	۲	تجدہ وکما ذکر	تجدہ وکما ذکرنا	۳۷	۴	خلافۃ	خلافہ
۸	۴	وانجرا	وانحوا	"	۹	احسبھم	احسنھم	"	۹	اشتہر علیہم	ما اشتہر عنہم
"	۶	نفرج	ففرج	۲۵	۲۳	تاسیس	تاسیس	۳۸	۸	انابی	اتابی
".	۹	جبنا	جنبا	۲۶	۱۴	اوراور	اور	۴۲	۲	مثلہ	مثلثہ
"	۱۳	اوسلی	اوسکی	"	سطہ	+	یعنی حنفی اور	"	۷	فیہا	فیہا
"	۱۷	کھڑے ہو	کھڑے ہوئے	۲۷	۱	فیطرق	فیتطرق	۴۳	۹	واوطرقہا	اوطرقہا
۱۲	۲	وہ ہی	وہ روایت ہی	"	۳	ھل	اھل	"	۲۲	تصریح	تخریج
۱۷	۹	یلسباہ	ینسباہ	"	۵	بخیر	بخیر	۴۶	۵	بصیرہ	بصیرۃ
۱۸	۱	دعلم	واعلم	"	۸	القلیل	القبیل	۴۷	۶	فیاتوکم	فیالوکم
"	۷	فلشنجوا	فنسجوا	"	۲۱	کا اور	کا اور انہین	۴۹	۱	البعض	لبعض
۱۹	۱۸	زیانی	زیادتی	"	سطہ	امام محمد	امام محمد نے	۵۰	۹	غاتہ	عاتہ
"	۲۳	قول	اقوال	۲۸	۱۳	مسقط	مسقطہ	"	۱۰	البحث	البحت
"	حاشیہ	رہتے ہو	رہتے ہوئے	۲۹	۴	ثم تثبیتہ	ثم تثبت	۵۱	۱	الیعرض	یعرض
۲۰	۱۵	کیا	کیا اسکو	"	۶	الخنیفة	الحنفیة	۵۳	۸	عن ابنیاء	عن نباء
"	حاشیہ	رہتے ہو	رہتے ہوئے	"	۱۳	زبیر	زبیر سے	۵۴	۲	الشاۃ	الشاذ
۲۱	۷	فیہا	فیہا	۳۰	۱	الفت	اختلفت	"	۴	فتاولوہم	تناولوہم
"	۲۱	اخذ کیا	اخذ کیا دوسرون نے	"	۸	سارعا	شارعاً	۵۶	۱۰	حروت	حروف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۷	صلوۃ	صلوۃ	″	۱۵	ہوئے ہوں	ہوئے ہین	″	۱۸		نارستی
″	۱۱	اشعار	شعار	″	۲۳	مستقبل	مستقل	۸۲	۲۲	خلافت	خلافت
″	۱۲	دفع کے	دفع کیلیے	″	″	مناقض	تناقض	۸۳	۴	فاصح	فاصیح
″	۱۳	کرتے	کرتے	۶۱	۱	الفرعین	الفرعیۃ	″	۵	عزۃ	اعزۃ
۵۹	۴	ملکۃ	ملکت	″	۲	اولتہا	اولمتہا	۸۴	۸	بکثر	بکثرۃ
″	۵	بجیبہم	یجیبہم	″	۶	لمیتقوت	ماتیقوت	۸۶	۱۹	وسلم کر	وسلم کرکے
″	۶	منہا	منہا	۶۳	۲	بطیر	بصیر	۸۷	۷	لقلت	لقلت
″	۲۲	المخفین	المختلفین	″	۵	ومن	من	″	۲۰	بحربجا ہین	تحریجات ہین
۶۰	۱۰	لواجب	الواجب	″	۱۲	بطیر	بصیر	۸۸	۴	ی	فی
۶۱	۱۹	اسینے	اسپنے سپیے	۶۴	۱۲	بن العجمی	بن علی العجمی	۸۹	۱۳	راسے	راسے ہے
۶۵	۴	شیخہ البلیقنی	شیخہ البلقینی	۶۵	۱۴	اوراور	اور	۹۱	۲۰	کرعمل	عمل
″	۵	المالا	ان الا	۶۶	۱۵	دوسری	دوسری کے	۹۲	۱۶	مانند	مانند اور بھی
″	۸	انافد	انا فلا	۶۷	۵	الامان	الامان	″	۱۹	پرستے	پڑھتے سنتے
۶۶	۶	فراد ہو	فرادہ	″	۲۰	او بدائع	اور بدائع	۹۳	۳	ماکم	مالک
۶۷	۱۰	اقوالہ	اقوالہ فی کتبہ المذہب	۸۰	۱۰	بتوجع	بترجیح	″	۲۳	اسوقت	اسوقت ہم
۶۹	۴	بذکرہم	بذکرہ	″	۱۱	ماربین	مارس	۹۴	۲۳	اسکے سکے	اسکے
۷۰	۵	المشتغال	استعمال	۸۱	۴	الملتین	المائتین	″	″	جمل	جہل

6532
S/U

Checked

اعلان

مقامات فروخت کتاب انصاف مع ترجمہ اردو سفید وحنائی رسمی کاغذ ۸؍ رنگین عمدہ کاغذ ۱۰؍

دہلی مدرسہ جدیدہ حافظ غلام مرتضےٰ صاحب — دہلی مطبع فاروقی میر محمد معظم صاحب

بنارس مسجد چوک کہنہ مولوی عبد الرحمن صاحب — بنارس گوبندپورہ ممتاز احمد صاحب سوداگر

عظیم آباد خواجہ کلان گہاٹ حافظ نور محمد صاحب تاجر کتب — لکھنؤ چوک حافظ عبد الستار خان صاحب

کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ محمد یعقوب صاحب کتب فروش — کلکتہ بلیا گھاٹ نمبر ۲۹ احباب تو کو محمد عبد اللہ صاحب

موعظۂ حسنہ مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب جنکی توبۃ النصوح و مرآۃ العروس وغیرہ مشہور ہین — ۳؍

عظیم آباد خواجہ کلان گہاٹ حافظ نور محمد صاحب — لکھنؤ چوک شیخ نثار حسین صاحب مہتمم پیام یار

خلاصۃ العلاج مصنفہ مولوی سید محمد طاہر صاحب جسمین بطریقہ ہموپیتھک بارہ دواؤں سے علاج اکثر بیماریونکا ہے

عظیم آباد خواجہ کلان گہاٹ حافظ نور محمد صاحب تاجر کتب — کلکتہ تہدی باغ غلام سبحان لین مکان نمبر ۳ سے